امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ......
■ پیغام محمدیؐ؛ سسکتی انسانیت......
■ بلاسودی بینک کاری کی حوصلہ افزائی ضروری
■ خدا تجھے کسی توفاں سے آشنا کر دے
■ جنگ یرموک میں صحابۂ کرام کی شجاعت
■ اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتۂ رفتہ

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۲۷/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۴/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز سوموار | شمارہ نمبر 40

بین السطور

امارت شرعیہ: ترقی کی طرف بڑھتے قدم

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آٹھویں امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی حفظہ اللہ کا انتخاب بحیثیت امیر شریعت 9/اکتوبر 2021ء کو کثرت رائے سے ہوا تھا، 9/اکتوبر 2022ء کو پورے ایک سال مکمل ہوگئے، ان ایام میں حضرت امیر شریعت کی مخلصانہ جد وجہد، رہنمائی اور بروقت اقدام کی صلاحیت کی وجہ سے امارت شرعیہ کا یہ کارواں ہر دم رواں ہے، اس ایک سال میں دس نئے دار القضاء کھولے گئے حضرات قضاۃ اور کارکنوں کی بحالی عمل میں آئی، ذیلی دار القضاء سے ہفتہ وار رپورٹ مرکزی دفتر بھیجنے کا سلسلہ شرع ہوا، تاکہ مرکزی دار القضاء ذیلی دار القضاء کے احوال سے باخبر رہے، بدلتے ہوئے حالات میں بعض مسائل میں تنقیح کی ضرورت تھی۔ اس کے لئے 13/تا 15/نومبر 2022ء کل ہند سمینار جمشید پور میں رکھا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ حضرات قضاۃ اور وکلاء کی بحث وتمحیص اور غور وفکر کے نتیجے میں شرعی طور پر مثبت راہ سامنے آئے گی، اور اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔

بنیادی دینی تعلیم کے لئے امارت شرعیہ کے پاس خود کفیل نظام تعلیم کا جامع منصوبہ پہلے سے موجود تھا اور سابق امراء شریعت اس منصوبے پر عمل درآمد کے خواہش مند بھی تھے، حضرت امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر خود کفیل نظام مکاتب کو رواج نہیں دیا گیا تو یہ کام بڑے پیمانے پر نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ کسی بھی تنظیم کے پاس اس قدر وسائل نہیں ہیں کہ وہ بنیادی دینی تعلیم کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے گاؤں گاؤں مکاتب کھول سکے۔ اس لیے اس مسئلہ کا حل خود کفیل نظام تعلیم ہی ہے۔ آٹھویں امیر شریعت نے اس کو اپنی ترجیحات میں شامل کر کے خود کفیل نظام تعلیم کے لیے کوشش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس وقت تک نوے مکاتب خود کفیل قائم ہو چکے ہیں اور بنیادی دینی تعلیم کے لئے بیداری پیدا ہوئی ہے اور دور دراز کے دیہات کے لوگ بھی اس کام کو اپنی ضرورت سمجھنے لگے ہیں۔ مکاتب اور اس میں بنیادی دینی تعلیم دینے والے اساتذہ وائمہ مساجد کا سہ روزہ بین المکاتب والمدارس اجتماع 16 تا 18/اکتوبر 2022ء مدینہ مسجد بڑی شیخانہ بہار شریف میں منعقد ہوا، جس میں بڑی تعداد میں معلمین نے شرکت کی، حضرت نے مکاتب کے نصاب تعلیم کی از سر نو ترتیب پر بھی زور دیا ہے جس پر کام جاری ہے۔

عصری تعلیم کے فروغ اور مسلم آبادیوں تک اسے پہونچانے کیلئے امارت پبلک اسکول کے قیام کا منصوبہ امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنایا تھا، گریڈیہ اور نگری (رانچی) میں کام بھی آپ کے وقت میں شروع ہوگیا تھا، اربا رانچی میں امارت انٹرنیشنل اسکول کی بنیاد بھی آپ نے ڈالی تھی۔ موجودہ امیر شریعت نے اس کام کو ترجیحی بنیاد پر آگے بڑھایا۔ آپ کی توجہ سے پانچ نئے اسکول کٹیہار، پورنیہ، کٹک، گڈا اور اربا میں قائم کئے گئے، آسنسول میں مولانا منت اللہ رحمانی اردو ہائی اسکول اور پٹنہ میں قاضی نور الحسن میموریل اسکول اس کے علاوہ ہے جو پہلے سے چل رہا ہے، معیاری تعلیم وتربیت، اسلامی ماحول اور بنیادی دینی تعلیم کو نصاب کا لازمی حصہ بنانے کی وجہ سے ان اداروں کی طرف کثیر تعداد میں طلبہ وطالبات کا رجوع ہے، اسلام میں مخلوط تعلیم کا تصور نہیں ہے، اس لیے ان اسکولوں میں درجہ سوم کے بعد طلبہ وطالبات کی تعلیم کا الگ الگ شفٹوں میں انتظام کیا گیا ہے۔

ہائی اسکول سطح کی تعلیم کو مضبوط کرنے کے لئے حضرت ہی کے دور میں کریش کورس شروع کیا گیا، جس سے طلبہ وطالبات نے فائدہ اٹھایا اور نہ صرف اچھے نمبرات سے کامیاب ہوئے؛ بلکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے معیاری درسگاہوں میں ان کے داخلہ کا راستہ بھی صاف ہوا۔ ان دنوں اگلے سیشن کے لیے کریش کورس میں داخلے جاری ہیں۔

سرکار کی نئی تعلیمی پالیسی کے جو نقصانات ہو سکتے ہیں، اس کے تجزیہ کے لیے آپ نے ایک کمیٹی بنائی یہ نصابی کمیٹی عصری علوم کی درسگاہوں کے لئے ایک نصاب ترتیب دے گی اور اسے تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں کمیٹی کے ارکان کی آراء تحریری طور پر موصول ہوگئی تھیں، 15/اکتوبر کی میٹنگ میں اس موضوع پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا اور لائحہ عمل طے کیے گیے، تاکہ نئی تعلیمی پالیسی سے ہونے والے نقصانات کی تلافی کی شکل نکالی جاسکے۔ نقیب کو قارئین کے لئے پرکشش اور مفید سے مفید تر بنانے کے لئے حضرت کی صدارت میں کئی میٹنگیں ہوئیں، بانی امارت شرعیہ مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے جو ہدف مقرر کیا تھا، اس پر غور وفکر کے بعد بعض مضامین کا اضافہ کیا گیا اور بعض موضوعات کو خصوصیت کے ساتھ نقیب کا حصہ بنایا جا رہا ہے، تاکہ بدلتے حالات میں وہ عصر حاضر کے تقاضوں کی تکمیل کر سکے۔

تنظیم اور دعوت وتبلیغ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے اس شعبہ میں مزید پچیس افراد بحال کیے گئے، اس درمیان چھ سو چالیس گاؤں میں جدید تنظیم قائم ہوئی، قدیم تنظیموں کو فعال اور متحرک رکھنے کے لیے آٹھ اضلاع میں ضلعی کمیٹیوں کی میٹنگ کی گئی اور ستاون (57) اضلاع کی ضلعی کمیٹی کے ذمہ داروں کی فہرست کو آخری شکل دی گئی۔ ضلع وار میٹنگوں کا سلسلہ جاری ہے، نقباء کے اجتماع اور بلاک سطح تک امارت شرعیہ کے ذمہ داران کی تعین کا جو کام حضرت امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے شروع کیا تھا۔ اس کو وسعت دی گئی اور جلد ہی یہ اجلاس آئندہ ماہ جمشید پور، ارریہ اور سہرسہ میں منعقد ہوگا۔

مبلغین کی تربیت کا بھی حضرت نے ایک نظام بنایا اور اس کے لئے جدید انداز میں فکری وعملی تربیت کی خاکہ بندی کی گئی؛ جس کے مطابق تربیتی موضوعات پر مضامین تیار کرائے جا رہے ہیں، امید ہے کہ تربیتی نظام ان شاء اللہ پہلے سے زیادہ مؤثر اور مفید ہوگا۔

امارت شرعیہ میں شعبہ امور مساجد بہت پہلے سے قائم ہے، یاد پڑتا ہے کہ قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی تحریک پر ائمہ کے لیے سہ روزہ تربیتی کیمپ لگائے جاتے تھے۔ اور ان میں اذان، نماز، وضو اور قرآت قرآن کی عملی مشق ہوتی تھی۔ دہلی سے مولانا عبد اللہ طارق خاص کر بلائے جاتے تھے، قاضی صاحب بعض امور پر تربیت کی ذمہ داری احقر کے ذمہ کرتے تھے، گذشتہ کئی سالوں سے یہ سلسلہ موقوف تھا، حضرت امیر شریعت ثامن کے حکم سے شعبہ امور مساجد میں فعالیت آئی ہے اور گیارہ یک روزہ اور یک نشستی تربیتی کیمپ کا انعقاد ہوا، جس سے ائمہ کرام میں اصلاح معاشرہ، جمعہ کی تقریر میں موضوع کا انتخاب اور عوامی رابطہ کے سلسلہ میں بیداری آئی۔

بیت المال کے نظام میں بھی تبدیلی لائی گئی، آپ نے حسابات کو جدید طریقوں کے مطابق کرنے کا حکم دیا اور اسے سرکاری نظام کے تابع کیا گیا، کارکنوں کی تنخواہ میں اضافہ کے ساتھ پی ایف اور ای ایس آئی کی سہولت فراہم کرائی گئی۔ غرباء اور ضرورت مندوں کی امداد پر خصوصی توجہ دی گئی اور اس کا ایک فارم تیار کر کے بلا واسطہ مستحقین تک رقومات کی فراہمی ٹرسٹ کے ضابطوں کے تحت یقینی بنائی گئی۔ بیوگان محتاجان کے وظائف جو پہلے سے جاری تھے؛ لیکن لاک ڈاؤن کی وجہ سے وقتی طور پر موقوف ہوگئے تھے اسے پھر سے جاری کیا گیا۔

تین نئے شعبے منصوبہ سازی، تحفظ اوقاف اور اصلاحات اراضی کے کھولے گئے، سارے منصوبوں کو بنانے اور اس کو زمین پر اتارنے کی ذمہ داری مدیر المشاریع کی حیثیت سے حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کو دی گئی وہ پوری مستعدی تندہی کے ساتھ کام کو آگے بڑھا رہے ہیں، اس طرح امارت شرعیہ کی آراضی جو چار صوبوں میں پھیلی ہوئی ہے اس کے تحفظ، بقا اور سرکاری تقاضوں کی تکمیل کے لئے اصلاحات اراضی کا شعبہ قائم کیا گیا، جس کی ذمہ داری سابق اے ڈی ایم اور ڈی سی ایل آر جناب عبد الوہاب انصاری کو دی گئی، اس شعبہ سے امارت شرعیہ کی غیر منقولہ جائیداد کی حفاظت کا کام لیا جا رہا ہے۔ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال میں اوقاف کی جائداد کا خرد برد عام ہے، اسے تحفظ فراہم کرنے کے لیے بھی ایک کمیٹی مرکزی دفتر میں سرگرم عمل ہے۔

مدھوبنی، مظفر پور، سہرسہ اور گڈا میں امارت شرعیہ کے مختلف مقاصد کو زمین پر اتارنے کے لیے وسیع قطعہ اراضی کا حصول بھی اس ایک سالہ دور کا اہم واقعہ ہے، ان زمینوں پر کام کو آگے بڑھانے کے لیے مدیر المشاریع منصوبہ سازی میں مصروف ہیں۔

امارت شرعیہ کی تاریخ کو زندہ رکھنے اور اکابر امارت شرعیہ کی خدمات سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے مولانا محمد عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر ایک روزہ مضبوط اور وقیع علمی سیمینار بھی حضرت کے دور میں منعقد ہوا، اس سیمینار کی منظوری حضرت امیر شریعت سابع رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی؛ لیکن لاک ڈاؤن اور کورونا کی وجہ سے یہ سیمینار منعقد نہیں ہو سکا تھا (بقیہ صفحہ ۱۲/پر)

اچھی باتیں

’’غصہ ایک سلگتی ہوئی لکڑی کی طرح ہے، جو دوسروں کو جلانے سے پہلے خود جلتی ہے☆ دنیا کے سبھی لوگ خوبصورت ہیں، بدصورتی ہمارے رویوں اور سوچ میں ہے☆ نفرت سے آج تک کوئی کسی کو نہیں بدل سکا☆ خالی جیب کسی کو ترقی سے نہیں روکتی، لیکن خالی دماغ، خالی دل ترقی نہیں کرسکتا☆ جاہل کے سامنے عقل کی بات نہ کرو؛ کیوں کہ وہ پہلے بحث کرے گا، پھر اپنی ہار دیکھ کر دشمن بن جائے گا☆ خوشی میں جشن سے بہتر شکر ہے اور غم میں سوگ سے بہتر صبر ہے☆ عزت نفس اور انا میں وہی فرق ہے جو فخر اور غرور میں ہوتا ہے، عزت نفس اور فخر کہتا ہے کہ ’’میں بھی ہوں‘ لیکن غرور اور انا کہتی ہے کہ صرف ’’میں ہی ہوں‘‘۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

’’تقسیم ہند کے بعد مسلمانوں کی قیادت لگ بھگ ہندوؤں کے ہاتھ رہی ہے، اس کا تجزیہ کرنا خاص کر اس لیے ضروری ہے کہ عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے حجاب کے معاملہ میں بحث کو وہ رخ دے دیا ہے، جو مذہبی سے زیادہ سیاسی ہے۔ ہم نے کبھی اس پر سوالات نہیں اٹھائے اور نہ ہی اس سلسلے میں فکرمند رہے۔ اس سیاسی اور اخلاقی اقدار میں گراوٹ کے کیا ہم تکثیری سماج والے ذمہ دار ہیں؟ مسلمانوں کی نظروں سے یہ چھوٹ نہیں سکتا کہ سیکولر طاقتیں انہیں یقین دلانا تو دوران کے ساتھ کھڑے ہونے سے بھی ڈر رہی ہیں۔ بیس کروڑ اقلیت کو بے سہارا چھوڑ دیا گیا ہے، ایک خلا پھیلتا جا رہا ہے، کوئی سیکولر طاقت اسے بھرنے کے لیے آگے نہیں آرہی ہے‘‘۔ (دینک بھاسکر، شیکھر گپتا ۱۸/اکتوبر ۲۰۲۲ء)

اللہ کی باتیں----رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حرص اور بخل سے بچئے

’’اور وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہیں، جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے اور مہاجرین کو جو کچھ دیدیا جائے، اس سے اپنے دل میں کوئی خلش نہیں رکھتے، اگرچہ خود فاقہ سے دوچار ہوں، اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنی طبیعت کو حرص وبخل سے بچالیا، وہی لوگ کامیاب ہیں‘‘ (سورہ حشر، آیت:۹)

مطلب: قرآن مجید کی ان آیات میں انصار مدینہ کے حسن اخلاق کی تعریف وتحسین کی گئی کہ جب مہاجر صحابہ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے اپنا سب کچھ ان کے لئے پیش کردیا، زمین وجائداد کو نصفا نصف تقسیم کردیا، اپنے مکانوں، دکانوں اور کاروبار میں شریک کرلیا، باغات کے آدھے پھل سالانہ ان کو دیدیئے، ان کے ایثار وقربانی کا جذبہ یہ تھا کہ چاہے وہ خود فاقہ سے دوچار ہوں، لیکن اپنے مہاجر بھائیوں کی مدد سے ان کا دل خوش ہوتا تھا، اس طرح انہوں نے انسانیت وشرافت کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ قرآن کریم نے انہیں انسانیت کا اعلیٰ نمونہ قرار دیا، اس کے بعد جب اللہ رب العزت نے ان مہاجرین کو وسعت عطا کی تو انہوں نے بھی انصار مدینہ کے احسانات کی مکافات میں کمی نہیں کی، امام زہری لکھتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے جہاد سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہوکر مدینہ واپس ہوئے تو اس غزوہ میں مسلمانوں کو کثرت سے مال غنیمت حاصل ہوا، مہاجر صحابہ نے حضرات انصار کے سب عطایا کا حساب کرکے ان کو واپس کردیا، اللہ رب العزت نے ان صحابہ کرام کے اعلیٰ اخلاقی کردار اور آپسی انس ومحبت کا تذکرہ کرنے کے بعد عام ضابطہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ گئے، وہی لوگ اللہ کے نزدیک فلاح وکامیابی پانے والے ہیں، کیونکہ حرص وطمع اور بخل وکنجوسی دونوں معاشرتی زندگی کے لئے نقصاندہ ہیں، حریص طبیعت کا آدمی ہمیشہ مال ودولت کو جمع کرنے کے لئے تگ ودو کرتا رہتا ہے اور اسی کو زندگی کا مقصد جانتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کا دل ذکر اللہ سے خالی ہوجاتا ہے، اس پر غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے اور بخیل آدمی مال پر ایسا قبضہ جمائے بیٹھا رہتا ہے کہ خرچ کرنے سے گھبراہٹ محسوس کرتا ہے جس کے نتیجہ میں غریبوں اور مسکینوں کے حقوق کی پامالی ہوتی رہتی ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ ’’بخل بہت سی بد اخلاقیوں کی جڑ ہے، خیانت، بددیانتی، بے مروتی، بعض دفعہ بے رحمی، بدسلوکی اور دنائت بھی اس سے پیدا ہوتی ہے، حرص، طمع، لالچ، تنگ نظری، کم ہمتی، پست طبعی اور بہت سی برائیاں اسی جڑ کی مختلف شاخیں ہیں، اسلام آیا تو جھوٹ کے بعد سب سے پہلے اسی جڑ پر اس نے کلہاڑی ماری اور بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا محتاجوں کو دینا، یتیموں کی خبرگیری اور مقروضوں کی امداد مسلمانوں کا ضروری فرض قرار دیا (ج:٦)

تاکہ انسانی معاشرہ میں سب کو پھلنے پھولنے اور ترقی کے مواقع فراہم ہوں، ماضی کی تاریخ بتلاتی ہے کہ جن قوموں میں حرص اور بخل کی بیماری لاحق ہوئی، اس نے پورے سماج کو تباہ وبرباد کردیا، مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخل وحرص سے بچو اس لئے کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا، اسی بخل نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپس میں خون ریزی کریں اور انہوں نے حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھ لیا (کتاب البر والصلة) اس لئے امت داعی کے لئے لازم وضروری ہے کہ وہ ان بیماریوں کے ہرگز شکار نہ ہوں اور اللہ نے جو بھی نعمتیں عطا کی ہیں، ان پر صبر وشکر بجالائیں، محنت ومزدوری کے ذریعہ کسب حلال کی جدوجہد کریں اور اللہ سے تعلق کو مستحکم بنائے رکھیں۔

عفت وعصمت کی حفاظت کیجئے

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجنبی مرد، اجنبی عورت کے ستر کو ہرگز نہ دیکھے، نہ ہی عورت کسی اجنبی مرد کے ستر کو دیکھے‘‘ (مشکوۃ شریف)

وضاحت: عفت وعصمت کی حفاظت سے صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے اور انسانوں کی عزت اور اس کا وقار بلند ہوتا ہے، اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ کوئی اجنبی مرد کسی اجنبی عورت کے ستر پر نگاہیں نہ جمائے، یہ اس کی غیرت وشرافت کے خلاف عمل ہے، چاہے یہ بدنگاہی شہوت ولذت کی خاطر ہو یا آنکھوں کی تسکین وفرحت پہونچانے کے لئے ہو، بہرصورت ناجائز اور حرام ہے، ایسے شخص پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے جو کسی اجنبی عورت کی جانب نظر جمائے، یا اپنے ستر کے حصے کو دوسروں کو دیکھنے کا موقعہ دے، ہاں اگر اتفاقیہ طور پر کسی عورت یا مرد کی نظر پڑ جائے تو فوراً نگاہ کو پھیر لے، دوسری اور تیسری مرتبہ نہ دیکھے، یا نظر جما کر نہ رکھے، اس لئے کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں، آنکھوں کا زنا دیکھنے سے ہوتا ہے، دونوں ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، ان کا زنا کسی اجنبی عورت کو چھونا ہے، بسا اوقات علاج ومعالجہ کے لئے ڈاکٹر وحکیم امراض کی تشخیص کے لئے مجبوری کی حالت میں ستر کھولنے کے لئے کہتا ہے تو بقدر ضرورت دیکھنے کی اجازت ہے، مگر بے ضرورت ستر کھولنا یا اپنے حسن کی نمائش کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہے، اسلام بالکل اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی اجنبی مرد کسی اجنبی عورت کے سامنے عریاں یا نیم عریاں حالت میں جائے، اس سے ایک دوسرے کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں اور گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے، اس لئے جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، اللہ نے ان کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور ایسے لوگ جو شرم وحیا کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے، عفت وعصمت کی حفاظت نہیں کرتے ایسے لوگوں کو سخت عذاب سے ڈرایا ہے، چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ ’’جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں یا باندیوں کے کہ ان سے تعلق پر کوئی ملامت نہیں، البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور کا طلب گار ہو تو وہی لوگ حد سے گذر جانے والے ہیں، دوسری جگہ فرمایا گیا کہ مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے، ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ جن کے اندر ذرا سی بھی شرافت وغیرت ہوگی وہ اپنی عفت وعصمت کی حفاظت سے کسی حال میں بھی لاپرواہی نہیں برتیں گے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

مہر کی شرعی حیثیت واہمیت

س: مہر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟

ج: مہر شریعت کا مقرر کردہ ایک فریضہ ہے جس کا مقصد عورت کی عظمت وشرافت کا اظہار ہے ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل (البحر الرائق 3/249 باب المهر)

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں ہے البتہ نہ اتنا زائد ہو کہ شوہر پر اس کی ادائیگی دشوار اور پریشانی کا باعث ہو اور نہ ہی اتنا کم کہ جس کی کوئی اہمیت وحیثیت نہ ہو؛ بلکہ مہر مقرر کرنے میں میاں بیوی کے حالات خصوصا شوہر کی مالی حیثیت کی رعایت ضروری ہے تاکہ وہ بآسانی مہر ادا کرسکے، وسعت سے زیادہ مہر متعین کرنا دانشمندی نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مہر کی زیادتی دنیا میں شرافت وعزت اور اللہ تعالی کے نزدیک تقوی کی بات ہوتی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے کہ اپنی بیوی اور لڑکیوں کا مہر زیادہ سے زیادہ رکھتے؛ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ مہر مقرر نہیں کیا (مشکوۃ المصابیح باب الصداق 277) بہرحال مہر جو بھی ہو اس کا ادا کرنا شوہر پر لازم وضروری ہے، بہتر یہ ہے کہ نکاح کے بعد بیوی سے ملنے سے پہلے ادا کردے، اگر بعد میں ادا کیا تو بھی ادا ہوجائے گا؛ لیکن ادا کرنا ہر حال میں ضروری ہوگا اللہ پاک کا ارشاد ہے ” واتوا النساء صدقاتهن نحلة‘فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا (النساء:4) تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوشی دلی سے دے دیا کرو؛ البتہ اگر وہ بیویاں خوشدلی سے مہر کا کچھ حصہ چھوڑ دیں تو تم اس کو کھاؤ خوشگوار سمجھ کر۔

مہر ادا نہ کرنا ظلم ہے:

س: عام طور سے شوہر بیوی کا مہر ادا نہیں کرتا اور عورت بھی اس کا مطالبہ نہیں کرتی کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ شوہر کی طرف سے مہر نہ ملنے کی صورت میں بیوی کا معاف کردینا معتبر ہوگا؟

ج: ہمارے معاشرے میں عام طور سے خواتین مہر کے تعلق سے ظلم کا شکار ہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح اسلام سے پہلے ملک عرب میں ظلم کا شکار تھیں، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ وآتوا النساء صدقاتهن نحله الخ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

’’مہر کے متعلق عرب میں کئی قسم کے ظلم ہوتے تھے، ایک یہ کہ مہر جو لڑکی کا حق ہے اس کو نہ دیا جاتا تھا بلکہ لڑکی کے اولیاء شوہر سے وصول کرلیتے تھے جو سراسر ظلم تھا، اس کو دفع کرنے کے لئے قرآن کریم نے فرمایا ’’واتوا النساء صدُقاتهن‘‘ یعنی دو عورتوں کو ان کے مہر، اس کے مخاطب شوہر بھی ہیں کہ وہ اپنی بیوی کا مہر خود بیوی کو دیں اور دوسروں کو نہ دیں اور لڑکیوں کے اولیاء بھی مخاطب ہیں کہ اگر لڑکیوں کے مہر ان کو وصول ہوجائیں تو یہ لڑکیوں ہی کو دے دیں، ان کی اجازت کے بغیر اپنے تصرف میں نہ لائیں۔

دوسرا ظلم یہ بھی تھا کہ اگر کبھی کسی کو مہر دینا بھی پڑ گیا تو بہت تلخی کے ساتھ بادل ناخواستہ تاوان سمجھ کر دیتے تھے، اس ظلم کا ازالہ آیت مذکورہ کے اس لفظ ’’نحلہ‘‘ سے فرمایا گیا کیوں کے نحلہ لغت میں اس دینے کو کہتے ہیں جو خوش دلی کے ساتھ دیا جائے، غرض اس آیت میں یہ تعلیم فرمائی گئی کہ عورتوں کا مہر ایک حق واجب ہے اس کی ادائیگی ضروری ہے اور جس طرح تمام حقوق واجبہ کو خوشدلی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح مہر کو بھی سمجھنا چاہیے۔

تیسرا ظلم مہر کے بارے میں یہ بھی ہوتا تھا کہ بہت سے شوہر یہ سمجھ کر کہ بیوی ان سے مجبور ہے، مخالفت کر نہیں سکتی، دباؤ ڈال کر ان سے مہر معاف کرا لیتے تھے جس سے درحقیقت معافی نہیں ہوتی تھی؛ مگر وہ یہ سمجھ کر بے فکر ہو جاتے تھے کہ مہر معاف ہوگیا، اس ظلم کے انسداد کے لیے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا ’’فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا‘‘ یعنی وہ عورتیں خوش دلی کے ساتھ اپنے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دے دیں تو تم اس کو کھا سکتے ہو تمہارے لئے مبارک ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ جبر واکراہ اور دباؤ کے ذریعہ معافی حاصل کرنا تو کوئی چیز نہیں اس سے کچھ معاف نہیں ہوتا؛ لیکن اگر وہ بالکل اپنے اختیار اور رضامندی سے کوئی حصہ مہر کا معاف کردیں یا لینے کے بعد تمہیں واپس کردیں تو وہ تمہارے لیے جائز اور درست ہے۔

دور حاضر میں چوں کہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مہر ملنے والا نہیں ہے اگر سوال کروں یا معاف نہ کروں تو بددلی یا بدمزگی پیدا ہوگی اس لئے بادل ناخواستہ مہر معاف کردیتی ہیں اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں، سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ صحیح معنی میں طیب نفس سے معاف کرنے کا پتہ اس صورت میں چل سکتا ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالے کردی جائے اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے دے دے‘‘ (معارف القرآن 297/2)

شوہر کے انتقال کے بعد مہر معاف کرانا

س: شوہر کے انتقال کے بیوی سے مہر کی معافی کا رسم ہے اس سے مہر معاف ہوگا یا نہیں؟

ج: اگر عورت بغیر کسی دباؤ کے اپنی خوشی اور رضامندی سے مہر معاف کردے تو معاف ہوگا دباؤ ڈال کر مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوگا لابدمن صحة حطها من الرضى حتى لو كانت مكرهة لم يصح (الفتاوی الھندیہ 313/1)

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی جس صدمہ کا شکار ہوتی ہے اور جس ذہنی کرب اور تکلیف کے دور سے گزر رہی ہوتی ہے وہ ناقابل بیان ہوتا ہے ایسے حالات میں تجہیز وتکفین سے قبل یا جنازہ لے جاتے وقت بیوی پر مہر کی معافی کا دباؤ ڈالنا صحیح نہیں ہے اور ایسی معافی قابل اعتبار بھی نہیں ہے بلکہ مہر کی ادائیگی شوہر کے ترکہ سے کی جائے گی پھر وراثت کی تقسیم عمل میں آئے گی۔ فقط و الله تعالى اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 40 مورخہ ۲۷/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۴/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

مادری زبان میں پیشہ وارانہ تعلیم

نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء میں مادری زبان میں تعلیم کی سہولت فراہم کرانے کی بات بار بار دہرائی گئی ہے، مدھیہ پردیش سرکار نے اس کام کو آگے بڑھانے کی غرض سے میڈیکل نصاب سے جڑے تین موضوعات پر کتابیں ہندی میں تیار کرائی ہیں اور ان کا اجرا وزیر داخلہ امیت شاہ نے کر بھی دیا ہے۔ اس موقع سے انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ انجینئرنگ، پولیٹکنک اور وکالت کی تعلیم کے لئے بھی ہندی میں کتابیں دستیاب کرائی جائیں گی، یہ ایک اچھی پہل ہے، اور اس کام کے آگے بڑھنے سے ہندی زبان کو فروغ ہوگا، البتہ سنسکرت آمیز ہندی اور پیشہ وارانہ تعلیم سے جڑے اصطلاحات کو ہندی میں منتقل کرنا بڑا نازک اور حساس کام ہے، اب تک اردو میں رائج جن الفاظ کا ہندی میں ترجمہ کیا گیا ہے، وہ یا تو سمجھ میں نہیں آتے یا سماعت پر بوجھ معلوم ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے طلبہ وطالبات کو ہندی سے زیادہ انگریزی ہی آسان معلوم ہوتی ہے۔ ہندی میں میڈیکل، انجینئرنگ، پولیٹکنک اور وکالت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کی صلاحیتیں عالمی طور پر ان علوم کے ماہرین سے مقابلہ کی بن پائیں گی یا نہیں، یہ بھی ایک غور طلب مسئلہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مادری زبان صرف ہندی ہی نہیں ہے، اردو، بنگالی، میتھلی، تامل، پنجابی، بھوجپوری، وغیرہ بھی ہے، اردو کو بہار میں دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے، تو کیا سرکار کے لیے یہ ممکن ہوگا کہ ان زبانوں میں بھی نصابی کتابیں تیار کرائے، تیار ہو بھی جائے تو بروقت فراہمی کا مسئلہ بھی سامنے آئے گا، تجربہ تو یہی بتاتا ہے کہ مادری زبان میں یا تو کتابیں شائع نہیں ہوتی ہیں، یا ہوتی ہیں تو طلبہ وطالبات تک پہونچ ہی نہیں پاتی ہیں، اردو میں شائع اسکولی کتابوں کو گودام میں سڑگل جانے کی خبریں برابر آتی رہی ہیں۔

ہندی کی طرح دوسری زبانوں میں بھی اصطلاحات کے لیے متبادل الفاظ کا انتخاب ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہوگا، صرف اردو زبان کو ہی لیں تو تشکیلیات اور ساختیات کے نام پر اب تک جو کام ہوا ہے، وہ غیر اطمینان بخش ہے، وحیدالدین سلیم اس فن کے آخری آدمی تھے، جنہوں نے اصول وضوابط کی پابندی کے ساتھ اس کام کو کیا تھا، ہمارے دور میں اصول وضوابط سے صرف نظر کر کے الفاظ کی تشکیل ہو رہی ہے، جو بے جوڑ بھی ہے اور تعقید معنوی کا شکار بھی، ایسے میں یہاں بھی ہندی کی طرح طلبہ وطالبات اور اساتذہ کے افہام وتفہیم میں رکاوٹ آئے گی، اور ہمارے بچے معیاری تعلیم سے محروم رہ جائیں گے، اس لیے پہلے اصطلاحات کی مادری زبان میں منتقلی، کتابوں کی تصنیف اور ترجمہ کے فن کو آگے بڑھانا ہوگا اور ظاہر ہے یہ کام ایک دو روز کا نہیں ہے، نئی تعلیمی پالیسی میں نفاذ کی مدت ۲۰۴۰ء تک مقرر کی گئی ہے، اگر حکومت اس مدت میں مختلف مادری زبانوں میں پیشہ وارانہ تعلیم کی کتابیں تیار کرادے تو یہ بھی بڑا کام ہوگا، اس کے لیے ابتدائی تعلیم سے مادری زبان میں کتابوں کی فراہمی کو یقینی بنانا ہوگا، ورنہ ابتدائی درجات میں دوسری زبان میں طلبہ وطالبات کے تعلیم پانے کے بعد یہ ممکن نہیں ہو سکے گا، جیسا کہ آج کل انگلش میڈیم کا رواج ہے اور نرسری، ایل کے جی سے ہی مادری زبان سے زیادہ انگریزی میں تعلیم کو اہمیت دی جاتی ہے، ایسے میں اعلیٰ تعلیم کے لیے مادری زبان کا استعمال ہمارے طلبہ وطالبات کو تعلیم کے میدان میں آگے نہیں لے جائے گا، پیچھے دھکیل دے گا اور باہر ملکوں میں ان کی ملازمت بھی ناممکن نہیں تو دشوار ہوگی، اس لیے اس کو رائج کرنے کے پہلے ان امور پر تبادلۂ خیال اور غور وفکر کی خاص ضرورت ہے، یہ ضرورت اس لیے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ پڑوسی ملک پاکستان میں اردو سرکاری زبان ہونے کے باوجود پیشہ وارانہ تعلیم کے لئے اردو نصاب رائج کرنا تو دور کی بات ہے اب تک بنایا بھی نہیں جا سکا ہے۔

دراصل ہو یہ رہا ہے کہ جب سرکار مادری زبان بولتی ہے تو اس کے ذہن میں صرف ہندی ہوتی ہے، حالاں کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، اور جو لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ مریض سے گفتگو ہندی میں ہوتی ہے تو تعلیم کیوں نہیں؟ یہ اتنی بھونڈی سطحی اور غیر منطقی بات ہے کہ اس پر بحث کرنا بھی فضول ہے، کیوں کہ مریض سے گفتگو اصلا مریض کی زبان میں ہوتی ہے، مریض دنیا کی کسی زبان کا بولنے والا ہو سکتا ہے، ڈاکٹر کی سمجھ میں اگر وہ زبان نہیں آتی ہے تو اس کے لیے مترجم رکھے جاتے ہیں، بہت سارے لوگ اس کام سے لگے ہوئے ہیں اور اسپتال والے مریضوں سے ہی ان کی اجرت لیتے ہیں، ڈاکٹر حضرات نسخے انگریزی میں ہی لکھتے ہیں، دواؤں پر فارمولے بھی انگریزی میں ہوتے ہیں، صرف تعلیم ہندی میں شروع کرنے سے بات نہیں بنے گی۔

مادرری زبان میں پیشہ وارانہ تعلیم کا مزاج ورواج دنیا کے بیش تر ملکوں میں نہیں ہے، جن ملکوں میں مادری زبان میں تعلیم ہو رہی ہے ان کو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے، ان ملکوں میں چین، فرانس، جاپان اور جرمنی کا نام آتا ہے، باخبر ذرائع کے مطابق ان ملکوں میں بھی متبادل کے طور پر انگریزی میں رائج الفاظ کا بھی ذکر ہوتا ہے تا کہ معنی ومفہوم کے سمجھنے میں طلبہ وطالبات کو دشواری نہ پیش آئے، ڈاکٹر نسخہ میں دواؤں کے نام انگریزی میں ہی لکھتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ ان ملکوں میں بھی ملکی زبان میں جو تعلیم دی جا رہی ہے اس میں انگریزی کا استعمال بھی ہوتا ہے اور ابھی تک اس سے جان نہیں چھوٹی ہے۔

ہماری سوچ یہ ہے کہ پیشہ وارانہ تعلیم مادری زبان میں فراہم کرنے کا خواب دیکھنا بُرا نہیں ہے، لیکن ہمیں معیار تعلیم سے سمجھوتہ کسی حال میں نہیں کرنا چاہیے، نصابی کتابوں کو مادری زبان میں فراہمی کے لیے جتنے مراحل سے گذرنا ضروری ہے، ان سے گذر جائے، تو اسے نافذ کیا جائے فی الوقت تو یہ بات خوش فہمی سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی، آپ بھی انتظار کیجئے ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

فائیو جی (5G)

ہندوستان نیٹ کی دنیا میں پانچویں نسل کا استقبال کر رہا ہے، اس پانچویں نسل کو 5G کے نام سے جانا اور پہچانا جا رہا ہے، وائرلیس رابطہ ٹکنولوجی کا بابا آدم 1G کو مانا جاتا ہے، اسے ۱۹۸۰ء میں متعارف کرایا گیا تھا، اس کی وجہ سے موبائل فون نے کام کرنا شروع کیا، لیکن اس پر صرف گفتگو (کال) کی جا سکتی تھی، وہ بھی محدود دائرہ میں، اس کی رفتار ۲۴ء۲ کے بی پی اس (KBPS) تھی اور اس پر انٹرنیٹ کام نہیں کرتا تھا۔

دوسری نسل کا تعلق 2G سے تھا، اسے فن لینڈ نے ۱۹۹۱ء میں پیش کیا تھا، اس نسل کی طاقت 1G سے چھبیس (۲۶) گنا زیادہ تھی اور اس کی رفتار ۶۴/کے بی پی اس (KBPS) تھی، اس کی وجہ سے پیغام وتصویر رسانی کا کام انٹرنیٹ کے ذریعہ ممکن ہوا، بعد میں پیغام رسانی کی رفتار 2G کی تین سو چوراسی (۳۸۴) کے بی پی ایس تک پہونچ گئی، جس کی وجہ سے ای میل اور کیمرہ والے موبائل کے استعمال کی شروعات ہوئی۔

۲۰۰۳ء میں اس نے اور ترقی کی اور اس کی تیسری نسل 3G سامنے آئی، رفتار کے ساتھ اس کی خدمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا، اس کے دور میں نیٹ کے ذریعہ فائل کی منتقلی، ویڈیو کانفرنسنگ اور ویڈیو آڈیو کی ترسیل میں تیزی آئی، اور تین منٹ کے کسی ویڈیو کو صرف گیارہ سکنڈ میں منتقل کرنا ممکن ہو سکا، آگے کی جانب بھی کیمرہ کام کرنے لگا، جس سے سیلفی لینے کا رواج عام ہوا۔

3G کی رفتار سے پچاس فی صد تیز چوتھی نسل 4G کی شکل میں سامنے آیا، اس کی وجہ سے ویڈیو اور فلموں کی ترسیل جو تین چار منٹ کے اندر ہوتی تھی، صرف گیارہ سکنڈ میں ہونے لگی، جب کہ 3G مین نیٹ ہی بند ہو جایا کرتا تھا، خدمات کا دائرہ 4G کی وجہ سے بڑھا تو نہیں لیکن پچاس فی صد تیزی سے کام ہونے لگا۔

4G کے بعد 5G کا صارفین کو انتظار تھا، وزیر اعظم نے پہلے مرحلے میں دہلی، ممبئی، چنئی، کولکاتہ کے ساتھ گروگرام، پونے، بنگلورو، چنڈی گڈھ، جمنا نگر، احمد آباد، حیدرآباد، لکھنؤ اور گاندھی نگر میں اس کے استعمال کی شروعات کرادی ہے، فی الوقت ایرٹیل نے نیلامی میں بڑی بولی لگا کر اس خدمت کو اپنے نام کر لیا ہے، جلد ہی جیو اور راڈوانی کی اڈانی ڈاٹا نیٹ ورکس بھی اسے شروع کر سکتی ہے، اس کے شروع ہونے سے صنعت وحرفت کمپنی اور کارخانوں کے کاموں میں تیزی آئے گی، آن لائن تعلیم میں سہولت ہوگی، کیوں کہ اس کی رفتار 4G سے سو گنا زیادہ ہے، اس کی وجہ سے فوری اور بروقت تصویر، پیغام، ویڈیو وغیرہ کی ترسیل ہو سکے گی، بڑی سے بڑی فائل کو اپلوڈ کیا جا سکے گا اور یہ کام پلک جھپکتے ہو سکے گا۔

اس کے استعمال کے لیے ضروری ہے کہ جس سے آپ یہ خدمت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس نے اس کا اسپکٹرم خریدا ہو، اس کے پاس 5G کی سہولت ہونی چاہیے، ایسا بھی ممکن ہے کہ آپ کے علاقہ میں ابھی وہ کام نہیں کر رہا ہو، آپ کا موبائل ٹیبلیٹ ایسا ہونا چاہیے جو 5G کی خدمات کو قبول کر سکے، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے موبائل ٹیبلیٹ میں اتنی صلاحیت نہ ہو تو آپ کو اس صلاحیت کا موبائل الگ سے خریدنا پڑ سکتا ہے۔

آج کل 5G کے فرضی ایجنٹ گاؤں میں گھوم کر 5G کی خدمات فراہم کرنے کے لیے صارفین کو تیار کر رہے ہیں اور ان سے موٹی رقمیں وصول کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے، تا کہ آپ کو دھوکہ دے کر وہ چلتے نہ بنیں۔

روس، یوکرین جنگ

۲۴/فروری ۲۰۲۲ء کو روس نے جب یوکرین پر حملہ کیا تو اسے ہی نہیں پوری دنیا کو یقین تھا کہ یوکرین ایک ہفتہ سے زیادہ روس کی افواج اور عسکری طاقت کا سامنا نہیں کر سکے گا، روس کے صدر پوتن بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے، ان کا اندازہ تھا کہ یوکرین ان کے تابڑ توڑ حملوں اور جدید اسلحوں کے استعمال کے بعد یا تو وہ نیست ونابود ہو جائے گا یا ہمارے قبضہ میں پورا یوکرین آ جائے گا، چاہے وہ کھنڈر کی شکل ہی میں کیوں نہ ہو، لیکن ہوا اس کے برعکس، روس یوکرین جنگ کے آٹھ ماہ پورے ہو گیے ہیں اور اب بھی یہ کہنا مشکل ہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔

روسی صدر پوتین کے جنگ کے اس فیصلے سے وہاں کی عوام ناخوش ہے، انتقال مکانی کر رہی ہے بغاوت کی آوازیں اٹھنے لگی ہیں، روس کی افواج بھی نفسیاتی طور پر کمزور ہے، کیوں کہ وہ اسے بلاوجہ کی جنگ تصور کرتے ہیں، اس نفسیاتی کمزوری کی وجہ سے افواج میں مقابلہ کی طاقت کم ہوئی ہے، اور بالآخر روسی صدر نے جنگ کی کمان دوسرے کے حوالہ کر دیا ہے، پوتن نے تین لاکھ محفوظ تربیت یافتہ افراد کو بھی لام بندی اور یتاری کے لیے کیا تو عوام کے ساتھ تربیت یافتہ افراد نے بھی اس کی بھرپور مخالفت کی، صدر پوتن کو اس کی وجہ سے پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، اب بیلا روس کے بھی جنگ میں شامل ہو جانے سے روس کو کچھ تقویت ملی ہے، اس جنگ نے روس کی معیشت کو سخت نقصان پہونچایا ہے، معاشی بدحالی کی وجہ سے عوام نقل مکانی پر مجبور ہیں اور ان ملکوں کی سرحدوں پر لمبی قطاریں دیکھی جا رہی ہیں، جہاں روس کے لوگ بغیر ویزا کے داخل ہو سکتے ہیں، جارجیا ان ملکوں میں سے ایک ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ روس کی فوجی طاقت کے مقابلے یوکرین کی کوئی حیثیت نہیں ہے، روس کی فوج کی افرادی قوت سات لاکھ اکہتر ہزار (۷،۷۱۰۰۰) ہے، جب کہ یوکرین کے پاس فوج کی تعداد صرف دو لاکھ ہے، بحری بیڑہ روس کے پاس بیس ہزار پچاس ہے، جبکہ یوکرین کے پاس صرف دو ہزار بحری جہاز ہے، روس کے پاس توپ خانے چودہ ہزار پانچ سو ستناون اور یوکرین کے پاس تین ہزار نوسو تہتر، روس کے پاس لڑاکو جہاں چار ہزار چار سوا کتالیس ہیں، جب کہ یوکرین کے پاس صرف چار سو پچیس ہے

رقبہ اور آبادی کے اعتبار سے بھی یوکرین اور روس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے، روس کا رقبہ یوکرین سے اٹھائیس گنا زیادہ ہے، یہ ایک کڑوڑ ستر لاکھ مربع کیلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے، جب کہ یوکرین کے حصہ میں صرف چھ لاکھ تین ہزار مربع کیلومیٹر اراضی ہے، روس کی آبادی چودہ کروڑ پانچ لاکھ ہے، یوکرین کی آبادی صرف چار کروڑ ایک لاکھ ہے، ڈی جی پی کی بات کریں تو روس کے پاس جنگ کے دوران گیارہ فی صد کم ہونے کے باوجود پینتالیس سو ارب ڈالر ہے، یوکریں کی ڈی جی پی پانچ سو اٹھاسی ارب ڈالر ہے۔

پھر روس پر یوکرین کیوں بھاری پڑ رہا ہے، اس کی وجہ وہاں کی عوام کی ملک کے تئیں وفاداری اور صدر کا بار بار حوصلہ دلانا ہے، پوتین احکام صادر کرتے ہیں، مارشل لا لگانے کی بات کہتے ہیں اور یوکرین کے صدر فوج اور عوام دونوں کا حوصلہ بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں، اس طرح دیکھا جائے تو یوکرین کی فوج اپنے ملک کے لیے لڑ رہی ہے اور روسی فوج پوتین کے حکم کی تعمیل میں محاذ پر ہے۔

پوتین کو یہ غلط فہمی تھی کہ امریکہ، افغانستان اور عراق میں اپنی ہار کے بعد اس جنگ میں یوکرین کے ساتھ اخلاقی طور پر معاون نہیں ہوگا، اور موجودہ صدر ڈونالنڈ ٹرمپ کی امریکہ فرسٹ والی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر دخل اندازی نہیں کرے گا، ناٹو کے ممالک مدد کے لیے آگے نہیں آئیں گے، روسی صدر کی غلط فہمیوں کی وجہ سے یہ لڑائی شروع ہوئی اور ابھی اس کے ختم ہونے کے آثار نظر نہیں آتے، فتح جس کی بھی ہو یوکرین کے افواج کی جرأت کی داستان تاریخ میں صدیوں محفوظ رہے گی۔

یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

احمد سعید ملیح آبادی - دید وشنید

روزنامہ آزاد ہند کلکتہ کے سابق مدیر، راجیہ سبھا، مغربی بنگال حج کمیٹی، کورٹ آف علی گڈھ یونیورسیٹی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، مغربی بنگال ٹیلی فون، دوردرشن، مشاورتی کمیٹی، اور کلکتہ یونیورسیٹی کے سابق رکن، عظیم صحافی، مشہور دانشور، بڑے محبّ وطن، غالب اور برلا ایوارڈ یافتہ، مدبر، دانشور اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے مالک جناب احمد سعید ملیح آبادی کا ۲/اکتوبر۲۰۲۲ء بروز اتوار چار بجے لکھنؤ کے سنجے گاندھی پی جی آئی اسپتال میں انتقال ہوگیا، ان کی عمر چھیانوے سال تھی، وہ کافی دنوں سے بلڈ کینسر جیسے موذی اور مہلک مرض میں مبتلا تھے، ۸/ستمبر کو ان کی طبیعت سہ پہر ۴/بجے زیادہ خراب ہوئی تو انہیں وینٹی لیٹر پر رکھا گیا تھا، لیکن ۲/اکتوبر کو وقت موعود آ گیا، وہ جان بر نہیں ہو سکے، ضعف وپیرانہ سالی کے ساتھ وہ مختلف امراض کے شکار تھے، لیکن مرض الموت ان کا کورونا پوزیٹیو ہونا بنا، ۳/اکتوبر کو بعد نماز ظہر ملیح آباد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، اور ملیح آباد کے قبرستان میں والدہ کے بازو میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے، اہلیہ کا انتقال دسمبر۲۰۱۹ء میں ہوگیا تھا اور گذشتہ سال اکلوتی بہن بھی چل بسی تھیں۔

احمد سعید ملیح آبادی نامور صحافی اور ابوالکلام آزاد کے دست راست مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی کے فرزند تھے، ان کی والدہ صابیہ بیگم کے نام سے جانی جاتی تھیں، ۱۹۲۶ء میں احمد سعید صاحب ملیح آباد میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے بڑے چچا عبدالوحید خان کی اہلیہ سے حاصل کی، انہوں نے اردو، فارسی، عربی ہندی اور انگریزی کی ابتدائی کتابیں احمد سعید ملیح آبادی کو پڑھائیں، پانچ سال کی عمر میں اسٹول پر کھڑے ہوکر تقریر کی مشق بھی چچی نے ہی کرائی، اس کے بعد اسکول میں داخل ہوئے، لیکن تیسرے کلاس تک ہی ابھی پہونچے تھے کہ والدہ کی علالت کی وجہ سے آگے اسکولی تعلیم جاری نہیں رہ سکی، اور ان کا رخ مدرسہ کی طرف ہوگیا، انہوں نے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر سے اپنی تعلیم کے بعد دارالمصنفین سے منسلک علماء سے کسب فیض کیا، پھر کلکتہ منتقل ہوگیے، جہاں ان کے والد صاحب کا قیام تھا، مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی نے ۱۹۲۹ء میں ہند اخبار جاری کیا، مختلف سالوں میں اخبار کا نام بدلتا رہا، الہند، ہند جدید، ہند روزنامہ کے نام سے نکلتا رہا، ۱۹۴۷ء میں آزاد ہند نکلنا شروع ہوا، آزاد ہند کے نام سے اخبار جاری کیا تو وہ والد کی معاونت کرتے رہے، مولانا ابوالکلام آزاد جب وزیر تعلیم ہوئے تو انہوں نے اپنے دیرینہ رفیق کو ثقافۃ الہند کے ایڈیٹر کی حیثیت سے دہلی بلانے کی تجویز رکھی، مولانا عبدالرزاق کو تردد تھا کہ آزاد ہند پر اس کا اثر پڑے گا، مولانا نے اپنا معذرت نامہ لکھ بھیجا، جس میں اپنے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اخبار کا کیا ہوگا، مولانا آزاد نے احمد سعید کے حولہ کر دینے کی بات کہی اور یہ تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا کہ مچھلی اور بطخ کو تیرنا سکھایا نہیں جاتا، وہ تو بغیر سکھائے تیر نے لگتی ہے، مولانا عبدالرزاق صاحب اخبار سے مطمئن ہوکر دہلی روانہ ہو گیے اور احمد سعید ملیح آبادی نے والد ہی کے طرز پر ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا، انہوں نے اس اخبار کا ہفت روزہ ایڈیشن اجالا بھی نکالنا شروع کیا، بنگلہ زبان بولنے والوں کی ریاست مغربی بنگال میں اس اخبار نے اردو زبان وادب کی ترویج واشاعت کا غیر معمولی کام انجام دیا، ان کے اداریوں نے حق گوئی وبے باکی کی تاریخ رقم کی اور ان کے تجزیاتی مطالعہ نے سیاسی قائدین اور حکمراں طبقہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، بنگال میں جب کانگریس کی حکومت تھی اس وقت بھی انہوں نے ظلم وجبر کے خلاف آواز لگائی، کمیونسٹ دور حکومت میں مرکز اور ریاست کی سیاست دو انتہاؤں پر چل رہی تھی، اور دونوں نظریات کی حمایت کرنا ممکن نہیں تھا، اس وجہ سے ان کے اداریوں میں پہلے والی دھار اور کاٹ باقی نہیں رہی، اس صورت حال کا فائدہ اخبار مشرق نے اٹھایا، آزاد ہند کے قاری کا حلقہ کمزور پڑا، اس کے باوجود آزاد ہند کی پکڑ اور کھپت اچھی خاصی تھی۔ ۲۰۰۸ء میں وہ بھاری اکثریت سے جیت کر راجیہ سبھا کے رکن بن گیے اور کہنا چاہیے کہ احمد سعید کی صحافت اسی دن مرگئی، دو سال کسی کسی طرح آزاد ہند سانس لیتا رہا، بالآخری ۲۰۱۰ء میں احمد سعید ملیح آبادی نے شاردا گروپ کے ہاتھ اس اخبار کو بیچ دیا، کیوں کہ ان کے لڑکوں میں کوئی نہ اس کی صلاحیت رکھتا تھا اور نہ ہی اس کا بوجھ اٹھانے کو تیار تھا، شاردا گروپ مقدمہ میں پھنس گیا اور آزاد ہند، آزاد ہندوستان میں بند ہوگیا، تاریخ کا اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا۔

احمد سعید ملیح آبادی راجیہ سبھا کی رکنیت کے زمانہ میں ہی ۲۰۱۳ء میں بلڈ کینسر کے مریض ہو گیے، صحت ٹھیک نہیں رہی اور بیماری کے اثرات بڑھنے لگے تو انہوں نے اپنے آبائی وطن ملیح آباد کو اپنا مسکن بنایا، یہاں وہ اپنے بڑے لڑکے کے یہاں قیام پذیر ہوگیے، جن کی اہلیہ ان کی حقیقی بھانجی تھیں اور ان کی ضرورتوں کا بھرپور خیال رکھتی تھیں۔ ۱۸/اگست کو نزلہ وزکام کا حملہ ہوا، گلے میں خراش کی تکلیف ہوئی، سہارا اسپتال میں آرٹی سی پی ٹسٹ کرایا گیا، کورونا پوزیٹو نکلا اور اس بیماری نے آخر کام تمام کر دیا۔

احمد سعید ملیح آبادی کی تقریریں سلجھی ہوا کرتی تھیں، لیکن ان کی شہرت ان کی صحافت اور اداریوں کی وجہ سے تھی، ان کے اداریوں نے کم وبیش دو نسلوں کو متاثر کیا، ان کی شناخت قومی مبصر کی حیثیت سے بھی تھی، انہوں نے کئی صدر جمہوریہ اور وزرائے اعظم کے ساتھ متعدد قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی، ف، س اعجاز نے ان کی زندگی میں ہی ماہنامہ انشاء کا ضخیم نمبر ان کی شخصیت اور خدمات پر نکالا تھا۔

احمد سعید ملیح آبادی کی پانچ کتابیں شائع ہوئیں، ۱۹۴۷ء میں انہوں نے ''آج کا پاکستان'' کے عنوان سے کتاب لکھی، ۱۹۷۲ء میں حج کا سفرنامہ ''اللہ کے گھر میں'' لکھا، ۱۹۹۸ء میں ''بغداد سے مدینہ منورہ تک'' شائع ہوئی، اتحاد وآزادی کے نام سے بھی انہوں نے ایک کتاب لکھی، ان کی آخری کتاب ان کی خودنوشت آپ بیتی ''میری صحافتی زندگی'' تھی، جو قارئین میں کافی مقبول ہوئی، خراج عقیدت کے جلسے تو بہت ہورہے ہیں، لیکن ایک بڑا کام ان کے اداریوں کو موضوعات کے اعتبار سے مرتب کر کے شائع کرنے کا ہے، دیکھیے یہ فال نیک کس کے نام نکلتا ہے۔

احمد سعید صاحب سے میری ملاقات ان کے کلکتہ قیام کے دوران سال میں ایک بار ہوجایا کرتی تھی، ان دنوں میں مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی میں ہوا کرتا تھا، رمضان المبارک میں میرا سفر لازمی طور پر کولکاتہ کا ہوتا اور اس بہانے ایک ملاقات ان سے ہوجاتی، ان ملاقاتوں میں دینی، ملکی، سیاسی، سماجی سبھی مسائل پر ان کی رائے سننے کو ملتی، پھر جب امارت شرعیہ آ گیا تو یہ سلسلہ منقطع ہوگیا، لیکن امارت شرعیہ اور اکابر امارت شرعیہ سے عقیدت ومحبت کی وجہ سے راہ ورسم باقی رہی، پھر جب وہ راجیہ سبھا کے ممبر بنے تو انہوں نے اپنے فنڈ سے مولانا منت اللہ رحمانی اردو ہائی اسکول آسنسول کے لیے چار کمروں پر مشتمل ایک عمارت بنوائی، جو امارت شرعیہ سے ان کی محبت کی دلیل اور کاموں پر اعتماد کا واضح ثبوت تھا۔

احمد سعید ملیح آبادی کو جاننا اور سمجھنا ہو تو ان کی خودنوشت میری صحافتی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیے، یہ آپ بیتی ہی نہیں ان کے عہد کی سیاسی وسماجی تاریخ بھی ہے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور اردو صحافت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا

: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

شہید پروفیسر عبد الباری

ہندوستان کی تحریک آزادی میں مسلمانوں نے بے مثال قربانیاں دیں، پھانسی پر لٹکائے گئے، جلا وطنی کے المناک مرحلوں سے گذرے، ان کی جائدادوں پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا، مسلمانوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا، لیکن حالات سے کسی طرح کا کوئی سمجھوتہ نہیں کیا، ایک انگریز مؤرخ نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۷ء تک انگریزوں نے علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ تین سال ہندوستان کی تاریخ کے بڑے المناک سال ہیں، ان تینوں سالوں میں انگریزوں نے چودہ ہزار علماء کو پھانسی پر لٹکا دیا، دلّی کے چاندنی چوک سے خیبر تک کوئی ایسا درخت نہیں تھا جس پر علماء کرام کی گردنیں نہ لٹکی ہوں، علماء کے جسم کو تانبے سے داغا گیا، سور کی کھال میں لپیٹ کر جلتے ہوئے تندور میں ڈالا گیا، ہاتھیوں پر کھڑا کر کے درختوں سے باندھ کر ہاتھیوں کو نیچے سے چلا دیا (وطن کے جانباز صفحہ ۵۶)

مسلمانوں نے ہر آزمائش اور خلیج کو برداشت کیا یہاں تک کہ ملک انگریزوں کے استبدادی نظام سے آزاد ہوا، انصاف پسند مؤرخوں نے بھی اس کا اعتراف کیا اور شہادت دی کہ انیسویں صدی تک مسلمان انگریزوں کے خلاف تنہا جنگ کرتے رہے، بعد میں دوسری قومیں ان کے ساتھ ہوئیں۔

جب پڑا وقت گلستاں پر تو خوں ہم نے دیا
جب بہار آئی تو کہتے ہیں تیرا کام نہیں

انہیں مجاہدین میں ایک جناب پروفیسر عبدالباری (۱۸۸۴-۱۹۴۷) بھی تھے وہ تحریک آزادی کے عظیم مجاہد اور محبّ وطن تھے ان کی سرفروشانہ اور بے مثال قربانیوں کے بغیر آزادی ہند کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی، انہوں نے جنگ آزادی اور انگریزوں کی غلامی کے خلاف ملک گیر احتجاج میں حصہ لیا، اس راہ میں نت نئے مسائل ومشکلات برداشت کئے، قید وبند کی صعوبتیں جھیلیں، تحریک آزادی کے صف اول کے قائدین، ملک کے مشہور ومعروف سیاسی رہنماؤں مہاتما گاندھی، ڈاکٹر راجندر پرشاد، سردار بلبھ بھائی پٹیل، سبھاس چندر بوس، جئے پرکاش نارائن، مولانا محمد علی جوہر، مولانا آزاد اور نہ جانے اس طرح کتنے ہی قد آور، بلند قامت عمائدین کے شانہ بشانہ انگریز حکومت کے خلاف تحریک میں شریک کار رہے، ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کا دورہ کیا اور برطانوی حکومت کے خلاف بگل بجاتے رہے۔ پروفیسر صاحب کا سیاسی قد اتنا بلند تھا کہ وہ کانگریس پارٹی میں اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز رہے، بہار قانون ساز کونسل کے ڈپٹی اسپیکر کے عہدہ پر بھی رہے، کانگریسی ہونے کے باوجود ان کی جد وجہد کا محور محض ہندوستان کی سیاسی آزادی تک محدود نہ تھا، بلکہ وہ نئے ہندوستان میں سماج کو ایک قومی دھارے میں لانے اور ہندوستانی مزدوروں کے جائز حقوق کے تحفظ وبقا کا ایک مشن بھی رکھتے تھے، اس لئے وہ سرمایہ دارانہ نظام کے سخت مخالف تھے جس کو برہمن پسند نہیں کرتے، چنانچہ ان کے خلاف ایک خاموش سازش رچی گئی اور انہیں راستہ سے ہٹانے کے لئے INA کے فوجی گارڈوں کے ذریعہ ۱۹۴۷ء میں شہید کردیا گیا۔

لہو دے کے ہم نے جس چمن کی باغبانی کی
اسی گلشن کے ہر اک گل نے ہم سے بدگمانی کی

ایسے بے باک، نڈر سیاسی قائد برسوں میں پیدا ہوتے ہیں، اس لئے ان کی سیاسی سرگرمیوں اور کارناموں کو منظر عام پر لانے کی ضرورت تھی، مقام شکر وامتنان ہے کہ جناب ڈاکٹر محبوب عالم ارکی جہان آباد نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، اور شہید پروفیسر عبدالباری کے نام سے یہ کتاب مرتب کی، جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے پروفیسر صاحب کی سیاسی زندگی کی ایک جھلک سامنے آ گئی ہے جو پُر از معلومات ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سوشلسٹ پارٹی کی تشکیل کے بعد کانگریسیوں نے سیاسی بے وفائی کی، اور غالبا یہی وجہ ہے کہ اس نے پروفیسر صاحب کی وفات کے بعد انہیں وہ مقام نہیں دیا جس کے وہ واقعی مستحق تھے، اس راز سے مصنف کتاب نے پردہ اٹھایا اور اپنے خاص انداز بیان میں اس کی وضاحت کی ہے۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

کی مصداق ہے، ۱۱۲/صفحات پر مشتمل اس کتاب میں دو حصے ہیں، ایک سے ۷۶/صفحات تک اردو زبان میں لکھے گئے مضامین ہیں، جبکہ ۷۵/ سے ایک سو تک کے صفحات انگریزی زبان پر مشتمل ہیں اور آخری صفحات میں پروفیسر صاحب کی عکسی تصاویر ہیں، اس لئے جو اصحاب فکر وفن تحریک آزادی کے متوالوں کی تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں، انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے، خواہشمند حضرات ۱۹۵/روپے میں بک امپوریم اردو بازار سبزی باغ پٹنہ سے خرید سکتے ہیں۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

عشق رسول کا اعلیٰ نمونہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر محبتِ رسول صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ نمونہ بھی کس قدر بے مثال ہے کہ جب باہم شرائط طے پا گئیں اور صلح نامہ لکھنے کی نوبت آئی تو آپ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ عبارت لکھوائی۔ ہٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صلح کا فیصلہ کیا۔ تو کفارِ مکہ کی جانب سے صلح کا نمائندہ بن کر آنے والا شخص بھڑک گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیتُ اللہ سے روکتے نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے لیکن آپ ''محمد بن عبدُ اللہ'' لکھئے، آپ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: خدا کی قسم! میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ بھی ہوں اور محمد بن عبدُ اللہ بھی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت علی رضی اللہُ عنہ سے فرمایا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے عرض کیا کہ یَا رسولَ اللہ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں آپ کے نام کو تو کبھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ یہ سُن کر رسولِ کریم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنے دستِ مبارک سے نام تبدیل فرمادیا۔ (بخاری، 2/223، حدیث: 2731، 2732، الکامل فی التاریخ، 2/89، 90)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کا اغیار کو بھی یقین تھا

تاریخ مدینہ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند صدی بعد دو شخص مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو نکالنے آئے تھے، مسجد نبویؐ کے پاس ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا اور دن بھر نماز و تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔

لوگ ان کے معتقد بھی ہوگئے تھے، وہ دونوں کم بخت رات کے وقت اس مکان سے قبر شریف کی طرف سُرنگ کھودتے تھے اور جس قدر سُرنگ کھودتے، راتوں رات مٹی مدینہ سے باہر پھینک آتے تھے اور جگہ برابر کردیتے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے، کئی ہفتہ تک وہ لوگ سُرنگ کھودنے میں مشغول رہے جب ادھر ان لوگوں نے یہ کام شروع کیا، حق تعالیٰ نے اس زمانہ کے سلطان کو بذریعہ خواب متنبہ کردیا، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر حزن وغم کے آثار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بادشاہ کا نام لے کر فرمارہے ہیں کہ مجھے ان دو شخصوں نے بہت ایذا دے رکھی ہے، جلد مجھے ان سے نجات دو، خواب میں دونوں شخصوں کی صورت بھی بادشاہ کو دکھلا دی گئی، خواب سے بیدار ہوکر بادشاہ نے وزیر سے ان کا تذکرہ کیا وزیر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں کوئی حادثہ پیش آگیا ہے، آپ جلد مدینہ تشریف لے جائیں، بادشاہ نے فوراً فوج ساتھ لے کر بہت تیزی کے ساتھ مدینہ کی طرف سفر کیا اور بہت جلد مدینے پہونچ گیا، اس عرصہ میں وہ لوگ بہت سُرنگ کھود چکے تھے اور بالکل جسد اطہر کے قریب پہنچ گئے تھے، ایک دن کی بادشاہ کو اور تاخیر ہوجاتی تو وہ لوگ اپنا کام پورا کرلیتے۔

بادشاہ نے مدینے پہونچ کر تمام لوگوں کو مدینے سے باہر دعوت کی اور سب کو مدینے کے ایک خاص دروازے سے نکلنے کا حکم کیا اور خود دروازہ پر کھڑے ہوکر ہر شخص کو خوب غور سے دیکھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ مدینے کے سب مرد شہر سے باہر نکل گئے، مگر ان دو شخصوں کی صورت پر نظر نہ پڑی جن کو خواب میں دیکھا تھا، اس لئے بادشاہ کو سخت حیرت ہوئی اور لوگوں سے کہا کہ کیا سب لوگ باہر آگئے ہیں، لوگوں نے کہا کہ اب کوئی اندر نہیں رہا، بادشاہ نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، ضرور کوئی اندر رہا ہے لوگوں نے کہا کہ دو زاہد اندر رہ گئے ہیں وہ کسی کی دعوت میں جایا نہیں کرتے اور نہ کسی سے ملتے ہیں، بادشاہ نے کہا کہ مجھے ان ہی سے کام ہے، چنانچہ جب وہ پکڑ کر لائے گئے تو بعینہٖ وہ دو صورتیں نظر پڑیں جو خواب میں دکھلائی گئی تھیں، ان کو فوراً قید کرلیا گیا اور پوچھا گیا کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایذا دی ہے، چنانچہ بڑی دیر کے بعد انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے جسد اطہر نکالنے کے لئے سُرنگ کھودی ہے، چنانچہ خود بادشاہ نے وہ سُرنگ دیکھی تو معلوم ہوا کہ قدم مبارک تک پہونچ چکی ہے، بادشاہ نے قدم مبارک کو بوسہ دے کر سُرنگ بند کرادی اور زمین کو پانی کی تہ تک کھدوا کر قبر مبارک کے چاروں طرف سیسہ پلا دیا تاکہ آئندہ کوئی سُرنگ نہ لگا سکے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مخالفین کو بھی جسد اطہر کے صحیح وسالم ہونے کا ایسا پختہ اعتقاد ہے کہ کئی سو برس بعد بھی اس کو نکالنے کی کوشش کی، اگر ان کو...... محفوظ ہونے کا یقین نہ ہوتا تو وہ سُرنگ کیوں لگاتے، محض وہم وشبہ پر اتنا بڑا خطرہ کا کام کوئی نہیں کرتا، وہ لوگ اہل کتاب ہیں وہ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ نبی کے جسم کو زمین نہیں کھا سکتی، وہ خوب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق تھے، بوجہ عناد کے اقرار نہیں کرتے۔

ناموں کی تاثیر

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پڑوس میں ایک رافضی نے اپنے خچروں کے نام ابوبکر اور عمر رکھا تھا، (روافض کی ایسی ذلیل حرکتیں بہت معروف ہیں) ایک روز ایک خچر نے لات مار کر اس رافضی کا پیٹ پھاڑ دیا، امام اعظمؒ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ خچر ہوگا جس کا نام اس نے عمرؓ رکھا تھا، اس نام کا یہی اثر ہونا چاہئے تھا، تحقیق کی گئی تو اس کی تصدیق ہوگئی۔

حضرت نے فرمایا کہ ناموں اور الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، ایک لڑکے کا نام والدین نے کلیم اللہ رکھا وہ اکثر بیمار رہتا تھا، میں نے اس کا نام بدل کر سلیم اللہ رکھا، اس وقت سے تندرست رہنے لگا کیوں کہ کلیم کے معنی معروف مجروح اور زخمی کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ اور ناموں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔

عذاب کا اثر صراحی کی مٹی پر

ایک صاحب کشف بزرگ ایک بستی میں پہونچے، لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک صراحی ایسی ہے جس میں کسی موسم میں کسی وقت پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا، گرم ہی رہتا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات ہے، انہوں نے فرمایا کہ صراحی آج رات میرے پاس چھوڑ دو، لوگ صبح کو...آئے تو صراحی ان کے حوالے کردی اور فرمایا کہ اب دیکھو اس کا پانی ٹھنڈا ہے یا نہیں، دیکھا گیا تو پانی ٹھنڈا تھا، لوگوں نے سبب پوچھا، فرمایا کہ یہ صراحی ایک مردہ کی مٹی سے بنی ہوئی تھی اور اس مردہ کو برزخ میں عذاب ہورہا تھا، اس کے عذاب کا اثر اس صراحی کی مٹی میں تھا۔

جب مجھے یہ منکشف ہوا تو میں نے اس مردہ کے لئے دعائے مغفرت کی، حق تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی اور وہ عذاب کا اثر جاتا رہا۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ بعض اوقات برزخ کے آثار عذاب کو حق تعالیٰ کسی حکمت ومصلحت سے اس عالم میں بھی ظاہر فرمادیتے ہیں۔ جیسا کہ اس واقعہ میں مصلحت یہ معلوم ہوئی کہ اس مردہ کو ان کو دعائے مغفرت سے فائدہ پہونچ گیا۔

اخلاص کی قدر

ایک بزرگ صاحب کسی دوسرے بزرگ سے ملاقات کے لئے گئے، پاس کچھ نہ تھا، محبت میں خیال ہوا کہ خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے، راستہ میں دیکھا کہ درختوں پر سے لکڑیاں سوکھ کر زمین پر پڑی ہیں ان کو جمع کرکے ایک گٹھری باندھ کر ان بزرگ کی خدمت میں پہونچے اور عرض کیا کہ حضرت کچھ لکڑیاں لایا ہوں، حضرت کے یہاں ایک وقت روٹی ہی پک جائے گی، وہ بزرگ اس ہدیہ کی قدر فرماتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ یہ چیز حب فی اللہ کی وجہ سے آئی ہے اس کی تحقیر نہ کرنا، ویسے ہی مت جلا ڈالنا، بلکہ اس کو محفوظ رکھو، ہمارے مرنے کے بعد ہمارے غسل کا پانی گرم کرنا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری نجات کا ذریعہ ہوگا، خلوص ہو تو ایسا ہو، جیسا ان ہدیہ پیش کرنے والے کو تھا اور قدر ہو تو ایسی جیسی ان مہدی الیہ نے کی۔

تفقہ بھی عجیب چیز ہے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا کہ میں نے گھر میں روپیہ دفن کیا تھا مگر اب جگہ یاد نہیں آتی، بہت پریشان ہوں، سارے گھر کو کھودوں تو اس میں مشقت ہے، کوئی تدبیر بتلایئے کہ وہ یاد آجائے، امام صاحب نے اول تو انکار کیا کہ بھائی یہ تو کوئی شرعی مسئلہ نہیں جس میں جواب دوں، مگر اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج رات کو یہ نیت کرلو کہ جب تک یاد نہ آئے گا اس وقت تک نفلیں ہی پڑھتا رہوں گا، چاہے صبح کیوں نہ ہوجائے، ان شاء اللہ یاد آجائے گا، چنانچہ اس نے اسی نیت سے نماز شروع کی دوسری ہی رکعت میں وہ یاد آگیا اور جلدی سے سلام پھیر کر روپیہ نکال لیا، صبح کو امام صاحب سے واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجھے تو روپیہ نکال لیا، صبح کو امام صاحب سے واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجھے تو دوسری رکعت میں یاد آگیا کچھ زیادہ نفلیں بھی نہیں پڑھنا پڑیں فرمایا یہ دوسری رکعت میں یاد آگیا کچھ زیادہ نفلیں بھی نہیں پڑھنا پڑیں، فرمایا یہ شیطان نے بھلایا تھا یہ اس کو کب گوارہ تھا کہ تم رات بھر نماز پڑھو اس لئے اس نے جلدی یاد دلا دیا، مگر تم کو چاہئے تھا کہ اس کے بعد بطور شکریہ کے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے تمام رات نماز پڑھتے رہتے اور جو سہو طبعی ہو اس کا یہ علاج نہیں۔ واقعی تفقہ بھی عجیب چیز ہے کسی کا بڑا پاکیزہ شعر ہے۔

فان فقیھا واحدا متورعا
اشد علی الشیطان من الف عابد

شیطان کی چالوں کو عارفین خوب سمجھتے ہیں، امام صاحب نے خوب سمجھا کہ یہ جو دفن کرکے بھول گیا ہے، اس کو شیطان نے بھلایا ہے، وہ اس کو پریشان کرنا چاہتا ہے، اس لئے آپ نے یہ تدبیر بتلائی، جس سے شیطان جلدی سے بتلادے کیوں کہ اس کو نماز گوارہ نہیں، اسی لئے یہ نماز میں وساوس بہت ڈالتا ہے، دنیا بھر کی باتیں نماز میں یاد دلاتا ہے۔

دعاء میں گریہ کی اہمیت

حضرت شیخ احمد خضرؒ بہت مقروض تھے، مگر ایسے ہی آمدنی بہت تھی، لوگ معتقد تھے، نذرانے بہت آتے تھے، اس لئے کوئی شخص قرض دینے سے انکار نہ کرتا تھا، جب وہ مرنے لگے تو سب لوگوں کو اپنے اپنے روپیہ کی فکر ہوئی اور انہوں نے گھر پر آکر تقاضا شروع کیا کہ آپ تو مررہے ہیں، ہماری رقم کہاں ہے، آپ خاموش ہوکر منہ ڈھانک کر لیٹ گئے، فرمایا خدا پر نظر رکھو، اتنے میں ایک حلوائی کا لڑکا حلوا بیچتا ہوا سامنے سے گزرا، آپ نے اسے بلایا اور سارا حلوا خرید کر لوگوں کو کھلا دیا، لڑکے نے دام مانگے تو آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ لوگ بھی اپنے دام ہی مانگ رہے ہیں تو بھی ان کے ساتھ بیٹھ جا، یہ سن کر لڑکے نے رونا شروع کیا کہ ہائے، مجھے تو میرا باپ مار ڈالے گا، لڑکے کو روتے دیکھ کر سب لوگوں کو شیخ پر غصہ آیا کہ بھلا ان بزرگ کو مرتے مرتے بھی قرض کرنے کی کیا ضرورت تھی، مگر ان کو کیا خبر تھی کہ انہوں نے قرض خواہوں کی ضرورت سے یہ کام کیا تھا، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ کسی امیر کا ایک خادم ایک سینی میں اشرفیاں لے کر حاضر خدمت ہوا اور حضرت شیخ سے عرض کیا کہ فلاں امیر نے یہ ہدیہ خدمت والا میں ارسال کیا ہے، آپ نے اسے قبول فرمایا دیکھا تو بالکل قرض برابر تھا، اسی وقت آپ نے سب قرضہ ادا فرمادیا، اب تو لوگ بڑے معتقد ہوئے کہ واقعی مقبول بندے ہیں، کسی خادم نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے حلوائی کے لڑکے کا حلوا بلاضرورت کیوں خرید فرمایا تھا، اس سے تو بڑی ذلت ہورہی تھی، فرمایا کہ یہ سارے قرض خواہ جب یہاں آکر بیٹھے، میں نے دعاء کی، ارشاد ہوا کہ ہمارے یہاں کچھ کمی نہیں، مگر اس وقت کوئی رونے والا چاہئے اور ان میں کوئی رونے والا ہی نہیں، میں نے یہ رونے کی ترکیب کی۔

اس میں کیا شک ہے؟

ایک شخص نے اپنے طوطے کو لفظ ''دریں چہ شک'' (اس میں کیا شک ہے؟) سکھلا دیا تھا اس لئے وہ ہر بات کے جواب میں یہی لفظ کہہ دیا کرتا تھا، مگر یہ لفظ ایسا ہے کہ اکثر باتوں کا جواب بھی بن جاتا ہے۔

چنانچہ اس شخص نے طوطہ کو یہ لفظ یاد کروادیا اور برسر بازار لاکر دعویٰ کیا کہ میری طوطی فارسی بولتی ہے، ایک شخص نے اس کا امتحان لیا کئی باتیں اس سے کیں سب کے جواب میں اس نے ''دریں چہ شک'' ہی کہا، مگر ان باتوں پر جواب چسپاں تھا، اس نے خوش ہوکر اس کو خرید لیا اور گھر پر لایا، اب اس سے اِدھر اُدھر کی باتیں کیں، اس نے سب کے جواب میں ''دریں چہ شک'' ہی کہا، چاہے جوڑ لگے یا نہ لگے، آخر اس نے جھلا کر کہا، افسوس میں نے تیرے خریدنے میں بڑی بے وقوفی کی، اس نے اس کے جواب میں بھی یہی کہا ''دریں چہ شک'' کہ اس میں کیا شک ہے۔

ایسے ہمارے نفس کو بھی ایک سبق یاد ہے، ہر جگہ اس کا استعمال کرتا ہے، وہ یہ کہ اللہ بڑا غفور رحیم ہے، خواہ وہ کیسا ہی گناہ ہو، حق اللہ ہو یا حق العبد، دوسرے یہ کہ غفور رحیم ہونے سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ گناہ کا ضرر نہ ہوگا۔

بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ نبی رحمت ﷺ کا حسن سلوک

مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہی تعلیم اور تزکیۂ نفس کے لئے ہوئی ہے،یعنی امت کو صحیح بات سکھانا، بتانا اور اتنا ہی نہیں بلکہ عملاً بھی ان کو اچھی باتوں کا پابند بنانا اور بری باتوں سے روک کر آراستہ و پیراستہ ومزین کرنا بعثت نبوی کا عظیم مقصد ہے،اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وہ (رسول) ان کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھاتا اور پاک وصاف کر کے نکھارتا ہے،(القرآن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت معلم ربانی کئی طریقوں سے اخلاقی تعلیم کے فرائض کو انجام دیا،آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم اخلاق کے طریقہ پر خوب نظر ڈالتے اور تعلیم میں سختی اور نرمی کے موقعوں کو خوب پہچانتے تھے،حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا،مگر یہ کہ کوئی شریعت کے حدود کو توڑتے تو اس کو سزا دیتے تھے،سختی کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ قریش کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی،بعض مسلمانوں نے اس کی سفارش کرنی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں سے معمولی لوگ گناہ کرتے تھے تو ان کو سزا دی جاتی تھی،اور جب بڑے لوگ کرتے تھے تو ان کے حکام ٹال جاتے تھے،(صحیح البخاری: کتاب الحدود)

نرمی کی تعلیم کی کثیر مثالیں کتب سیرۃ میں بھری پڑی ہیں،ایک دفعہ مسجد نبوی میں ایک بدوی آیا،اتفاق سے اس کو استنجا کی ضرورت پڑی،مسجد کے صحن میں بیٹھ گیا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاروں طرف سے اس پر دوڑے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور فرمایا کہ سختی کے لئے نہیں بلکہ نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو،اس کے بعد اس بدوی کو بلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کی تعلیم دی، کہ یہ عبادت کی جگہ ہے،نجاست کے لئے نہیں، یہ خدا کی یاد اور نماز وقرآن پڑھنے کے لئے ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ اس پر پانی بہادو۔(صحیح البخاری)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی حقوق خواہ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بچے قوی ہو یا ضعیف ہر ایک کے حقوق اور اخلاق کو صرف بیان ہی نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے ساتھ اخلاق کریمانہ کا برتاؤ کیا ،اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر اجر وثواب کا مژدہ بھی سنایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں چھوٹوں پر شفقت کرنے کا حکم دیا وہیں بڑوں اور بوڑھوں کی عزت واحترام کا بھی حکم دیا ہے اور فرمایا کہ جو اس پر عمل نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا فلیس منا“(الادب المفرد للبخاری: ۱۲۹) جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کے حقوق کو نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس حدیث میں بڑوں کا ادب واحترام نہ کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کا اسلام سے کمزور رشتہ ہے،نماز جیسی اہم عبادت میں بھی بوڑھوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے، جماعت کی نماز میں بوڑھے اور بیمار شریک ہوتے ہیں؛ اس لئے امام کو حکم دیا گیا کہ آسانی اختیار کریں،اور زیادہ لمبی قراءت نہ کریں،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے، کیوں کہ مقتدیوں میں کمزور بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں (صحیح مسلم: ۳۴۱)

بوڑھوں کے حقوق اور ان کے ساتھ رعایت کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص وصف تھا ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہدایت دی کہ جس نے عمر رسیدہ کی عزت کی اور ان کے ساتھ توقیر کا معاملہ کیا اس کا بدلہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں اس کی بھی عزت کی جائے گی،حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کی عزت کرے گا تو اللہ رب العزت اس کے لئے ایسے شخص کو مامور کرے گا جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرے گا (سنن ترمذی: ۳۲۷)۔

ہمیں ہر حال میں اور زندگی کے ہر شعبہ میں عمر رسیدہ اور ضعیف لوگوں کا خیال رکھنا چاہئے،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خاص معمول تھا،حضرت حذیفہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول خدا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو اس وقت تک برتن میں ہاتھ نہیں ڈالتے جب تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک برتن میں نہ ڈال لیں (صحیح مسلم)۔

اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص پیغام تھا کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان نبوت سے ارشاد فرمایا”الخیر مع اکابرنا“یعنی خیر اکابر کے ساتھ ہے،اور کبھی فرمایا کہ”البرکة من اکابرنا“ برکت ہمارے اکابر سے ہے۔(باب الخیر والبرکة مع الاکابر ،مجمع الزوائد)

زبان نبوت سے نکلا ہوا یہ اہم پیغام اور اقوال زریں عمر رسیدہ لوگوں کی تعظیم وتکریم کے لئے نادر تحفہ ہے۔اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا”تعاونوا علی البر والتقوی“(المائدہ: ۲) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

غرض یہ ہے کہ حتی الوسع حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنا اور اس کی ضروریات کا خیال رکھنا اور جو جس قدر بھی محتاج ہو اگر طاقت ہو تو اس کو پوری کرنا ہر مسلمان پر ایک حق کی حیثیت رکھتا ہے، جس کو ہر مسلمان کو ادا کرنا چاہئے ،اس آیت کے ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا اور جو کسی مسلمان سے کسی مصیبت کو دور کرے گا تو اللہ قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔(صحیحین) ایک دوسری روایت میں ہے”واللہ فی عون عبدہ ما کان العبد فی عون اخیہ“(الترمذی باب ماجاء فی الستر علی المسلمین) یعنی اللہ اپنے بندوں کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندے اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ”وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِی تَسَآءَلُونَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ“ اور ڈرو اس رب سے کہ جس کا نام لے کر تم رشتہ داریوں کے حقوق مانگا کرتے ہو،(النساء: ۱) اللہ کا فضل ہے کہ ہمارے سماج میں رشتہ داروں کے ساتھ بالعموم بوڑھوں اور کمزوروں کے ساتھ بالخصوص قابل احترام مقام آج بھی موجود ہے۔

اسلام نے بڑوں اور بوڑھوں کی بے حرمتی کرنے، مذاق اڑانے، برا بھلا کہنے اور ان پر ہنسنے سے منع کیا ہے،اور بڑوں،کمزوروں کی توہین کرنے والوں کو منافق قرار دیا ہے،علامہ طبرانی نے اپنی کتاب ”معجم کبیر“ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی کی توہین منافق ہی کر سکتا ہے ایک وہ شخص جو اسلام میں بڑھاپے کو پہنچا ہو

۲۔ عالم کی توہین،اور عادل امام و بادشاہ کی توہین۔

لہذا اس سے بھی ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم بوڑھوں کے ساتھ عزت اور توقیر کا معاملہ کریں،اور لعنت سے اپنے آپ کو بچائیں۔

نیز جو شخص اسلام کی حالت میں عمر رسیدہ ہو کر بوڑھا ہو گیا اور اس کے بال سفید ہو گئے تو اس کو اللہ کل قیامت کے دن ایک نور عطا فرمائے گا، یہ اس کی عظمت کی علامت ہوگی، جس کی وجہ سے وہ عام لوگوں میں ممتاز ہوگا۔حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو نوجوان اسلام میں بوڑھا ہو گیا اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا، (سنن ترمذی: ۴۷) اتنا ہی نہیں بلکہ ایک حدیث سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت اس بوڑھے شخص کے لئے ایک سفید بال کے بدلہ ایک نیکی عطا کرے گا اور ایک گناہ مٹائے گا، (ابوداؤد) نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ رب العزت کو شرم آتی ہے اس بات سے کہ اپنے بندے اور بندی کو جب وہ اسلام میں بوڑھے ہوں تو عذاب دیں، (کنز العمال: ۱۰-۲-۴۷) عمر دراز کی عظمت وبڑائی کا تقاضہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اس کی تعظیم وتکریم کے لئے پختہ ارادہ اور عزم مصمم کر لیں، تاکہ سماج کے اندر جو کمزوروں کی تذلیل ہو رہی ہے اس کی مکمل اصلاح ہو سکے، اور قوم وملت کا ہر فرد اپنے ضعیف والدین کے لیے سہارا بن سکے اور جنت کے مستحق قرار پائے۔

آج جدید فکر سے ہم آہنگ لوگ بوڑھوں کے لئے اولڈ ہاؤس کے قیام کو ترجیح دیتے ہیں اور سماج کی ضرورت بتلا کر اسلامی حقوق کی پامالی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو قرآن وسنت کا علم نہیں ہے۔یاد رکھئے! وہ ایک ہاؤس ہے اس کو گھر کا تصور اور مقام نہیں دیا جا سکتا ہے، اولڈ ہاؤس میں رشتوں کے لطیف اور پاکیزہ تقاضوں کا کوئی تصور نہیں ہے، حقیقت میں گھر تو وہ ہے جہاں انسانی جذبہ مؤدت، محبت، سکون وراحت اور خاندان کے خونی رشتہ داروں سے مل کر جو الفت جاگتی ہے اولڈ ہاؤس میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

غرضیکہ عمر رسیدہ اور بوڑھے لوگوں کی قدر ومنزلت اور عزت واحترام اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اللہ اس کو ایک نور عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ اور لوگوں میں ممتاز ہوگا، یہ ان کی بڑائی اور عظمت کی نشانی ہوگی، اللہ ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا، دنیاوی معاشرہ میں بھی ان کی موجودگی قدر کی نشانی ہے، اور خیر وبرکت کا بہترین ذریعہ ہے، لہذا ان کے ادب واحترام سکون واطمینان اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے عمومی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔اللہ کا فضل ہے کہ امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے اصلاحی دورے کے ذریعہ اس بات کی تحریک چلائی جاتی ہے کہ ہم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں خاندانی حقوق کے ساتھ بوڑھے کمزور اور بے سہارا لوگوں کے حقوق کو جانیں اور اس کو عملی جامہ پہنائیں۔

مدحِ رسول ﷺ (غیر منقوط نعتیہ کلام)

مولانا اشتیاق حیدر قاسمی سمستی پوری خادم امارتِ شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

درِ احمد ﷺ کا معمولی گدا ہوں — ہاں اس سے ہٹ کے اک دم رائگاں ہوں
ہے وردِ اسمِ احمد ﷺ دل کا مرہم — سکوں محسوس ہر دم کر رہا ہوں
مرے اللہ کی ساری عطا ہے — کہ دلدادہ رسول اللہ ﷺ کا ہوں
حصارِ سرورِ عالم ﷺ میں گھِر کر — دگر لاکھوں حصاروں سے رِہا ہوں
مرا حامی ہو کالی کملی والا — لگا کر آس اس سے ہی کھڑا ہوں
محمد ﷺ سے لگی کا ہی صلہ ہے — کہ اس کی مدح دل سے کر سکا ہوں
درودوں کے گل و لالہ کو لے کر — مرصع لوحِ دل کو کر رہا ہوں
ہوں راہی راہِ احمد ﷺ کا مسلسل — علاوہ اس کے ہر رہ سے ہٹا ہوں
کہاں ہے سہل مدحِ ہادیِ کلؐ — سدا ڈر ڈر کے ہر مصرع لکھا ہوں

پیغامِ محمدی ﷺ .... سسکتی انسانیت کا سہارا

مولانا ساجد حسین ندوی

اسلام امن وآشتی کا مذہب ہے، یہ خدائی پیغام ہے، آفاقی مذہب ہے، وحی الٰہی کے ذریعہ اس کو دنیا میں اتارا گیا۔ انسانوں کی رشد وہدایت اس کی تعلیمات میں مضمر ہے، اس کا پیغام کسی ایک قوم اور خطہ کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ یہ اللہ نے اپنے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری دنیا میں عام کیا، مشرق ومغرب، شمال وجنوب، کالے، گورے ہر ایک شخص تک اس پیغام کو پہونچا گیا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جزیرۃ العرب سے نکل کر دنیا کے کونہ کونہ میں پھیل گئے اور جو فریضہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کاندھے پر ڈالا انہوں نے اس کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ نے پیغام محمدی کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا: ''پیغام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے، جو کالے گورے، عرب وعجم ترک وتاتار، ہندی وچینی، زنگ وفرنگ سب کے لئے عام ہے، جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے ''الحمد للہ رب العالمین'' تمام دنیا کا پروردگار ہے، اسی طرح اس کا رسول ''رحمۃ للعالمین'' تمام دنیا کے لئے رحمت ہے اور اس کا پیغام بھی تمام دنیا کے لئے پیغام ہے''۔ (خطبات مدراس)

مذکورہ بالا اقتباس میں صاف طور وضاحت کردی گئی ہے کہ اللہ رب العالمین ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، اور رحمۃ للعالمین کا پیغام آفاقی ہے، اسے ہر ہر قوم تک پہنچانا ہم امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ہمیں خیر امت کے ساتھ ساتھ ''اخرجت للناس'' بھی کہا گیا مزید ''امر بالمعروف نہی عن المنکر'' کرنے والا بھی بنایا گیا ہے، اس لئے ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ خدا کے اس پیغام کو ہر فردِ بشر تک پہونچائیں۔ اور اس کے ذہن ودماغ میں اسلام کی جو شبیہ غیروں نے پیش کی ہے، ہم دلائل اور ثبوتوں کے ذریعہ اس کے سامنے صاف شفاف اس اسلام کو پیش کریں جو سراپا رحمت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیمات سے روشناس کرائیں جس میں انسانیت کی قدر وقیمت بتائی گئی ہے۔

اگر ہم نے صحیح طور پر احکامات خداوندی اور پیغام محمدی سے دنیا کو آشنا نہ کرایا تو ہمارے ساتھ بھی وہی کچھ ہوگا جو اندلس کے مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔ اس لئے کہ اندلس کی آٹھ سو سالہ شان وشوکت اور اقتدار کے باوجود ہمارا نام ونشان مٹا دیا گیا، سینکڑوں مسجدیں آج بھی اذانوں کو ترس رہی ہیں، مسلمانوں کے زوال کے بعد جو ظلم وستم اندلس میں کیا گیا اس کی نظیر نہیں ملتی، اندلس میں مسلمانوں کی تباہی، ان کے اقتدار وحکومت کے خاتمے اور ان کے وجود کے ناپید ہوجانے میں مختلف عوامل کارفرما تھیں، لیکن گہرائی اور گیرائی سے تاریخ کا تجزیہ کرنے سے یہ بات واضح طور پر عیاں ہوجاتی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار اور عروج واقبال میں اسلام کی تبلیغ واشاعت، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وتعلیمات کو اپنے برادران وطن تک پہونچانے اور ان کے دل ودماغ کو دین کی دعوت سے متأثر کرنے میں بڑی غفلت برتی، نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے بے خبر مسلمانوں سے انتقام لینے اور ان کو نیست ونابود کردینے کے جذبہ سے سرشار ہوتی چلی گئی۔ تاریخ شاہد کہ اندلس میں مسلمانوں پر جو گذری اس کا وہم وگمان بھی انہیں اپنے دور عروج میں نہ ہوا ہوگا۔

اس وقت ملک میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہے ہیں اس کی بھی نوعیت کچھ اسی طرح کی ہے۔ اس لئے کہ ہم نے برادران وطن کے سامنے صحیح طور پر اسلام کا تعارف پیش نہ کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے باخبر نہ کیا، جس کی وجہ سے میڈیا کو اچھا موقع ہاتھ آگیا اور اس نے اسلامی تعلیمات کا مذاق بنانا شروع کیا اور بھولی بھالی عوام میڈیا کی باتوں کو من وعن تسلیم کرتے چلے گئے جس کی وجہ اسلام کے خلاف غلط فہمیاں ان کے ذہن ودماغ میں گھر کرتی چلی گئیں۔

اس ملک میں مسلمان کم وبیش ایک ہزار سال سے رہتے آرہے ہیں، ہر گلی، ہر محلّہ، اسکول، کالج، یونیورسٹی، بازار اور دیگر مقامات پر برادران وطن سے ملاقات ہوتی رہتی ہے، لیکن اس کے باوجود اکثر غیر مسلم کا نظریہ اسلام اور مسلمانوں کے تئیں یہ ہے کہ مسلمان ایک مہذب وشائستہ، شریف وبااصول انسان نہیں ہوسکتا۔ ان لوگوں کے دلوں میں نفرت وبعد، اور بہت سی غلط فہمیاں بیٹھی ہوئیں ہیں، مزید برآں سیاسی جدو جہد اس پر تیل کا کام کر رہی ہے۔

یہ جو حالات پیدا ہو رہے ہیں اس کا واحد علاج یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، لوگوں کے سامنے اس کے فوائد بیان کئے جائیں، نکاح اور طلاق کے تعلق سے جن غلط فہمیوں کے وہ شکار ہیں ان کو اس سے روشناس کرایا جائے، دلائل کے ساتھ یہ بتایا جائے کہ اسلام نے عورتوں کو جو مقام ومرتبہ اور جو حقوق فراہم کئے اس کا دوسرے مذاہب میں تصور بھی نہیں؛ کیونکہ برادران وطن میں سے ایک محدود طبقہ ہے جو مسلمانوں سے متنفر ہے اور وہ بھی اس لئے کہ وہ اسلام کی دعوت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناآشنا ہے، اسے معلوم نہیں ہے کہ اسلام امن وسلامتی کا پیامبر ہے، وہ نفرت اور بغض وعداوت کو پسند نہیں کرتا، انسانوں کو ایک کنبہ قرار دیتا ہے، اس کے نزدیک انسانیت کے اعتبار سے برابر ہیں کسی میں کوئی تفریق نہیں۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور کی تعلیمات وارشادات کی تبلیغ کی جائے، اس وقت پوری دنیا جس اخلاقی پستی اور لاعلاج بیماری میں مبتلا ہے اس کا علاج صرف شفاخانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مہیا ہوسکتا ہے، اگر دم توڑتی ہوئی انسانیت کے حلق میں پانی کا کوئی قطرہ جونئی زندگی عطا کرنے کے لئے ٹپکایا جاسکتا ہے تو وہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمۂ حیواں ہی سے حاصل ہوسکتا ہے، انسانیت کو سکون اور نئی زندگی عطا کرنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔

کیونکہ یہی وہ آواز ہے جس سے شروع میں لوگوں کو کافی وحشت ہوئی تھی اور وہ اس سے دور بھاگ رہے تھے، اتنا نہیں بلکہ اس آواز کو بلند کرنے والے نبی امی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اینٹ وپتھر کی بارش کر رہے تھے، لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا وہ اس اجنبی آواز سے مانوس ہوتے گئے پھر جو ہوا وہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں کہ اس آواز پر لبیک کہنے والے جو غلام تھے وہ آقا ہوگئے، جو محکوم تھے حکمرانی ان کے ہاتھوں میں آگئی، علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا: ''رفتہ رفتہ یہ اجنبیت دور ہوئی، بیگانگی کافور ہوئی، آواز کی کشش اور نوائے حق کی بانسری نے دلوں میں اثر کیا، کان والے سننے لگے سر دھننے لگے یہاں تک کہ وہ دن آیا کہ سارا عرب اس کیفیت سے معمور ہوگیا اور اسلام کا مسافر اپنے گھر پہونچ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں میں ٹھہر گیا۔ اب وہ قافلہ بن کر آگے چلا، عرب کے ریگستانوں سے نکل کر عراق کی نہروں اور شام کے گلستانوں میں پہونچا، پھر آگے بڑھا اور ایران میں ٹھہرا، اس سے آگے بڑھا تو ایک طرف خراسان وترکستان ہوکر ہندوستان کے پہاڑوں اور ساحلوں پر اس کا جلوہ نظر آیا اور دوسری طرف افریقہ کے صحراؤں کو طے کرکے اس کا نور بحر ظلمات سے چمکا۔'' آج بھی وہی نور چمکے گا اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کی روشنی نظر آئے گی، لیکن شرط یہ ہے کہ ہمیں اس پیغام کو عملی جامہ پہنانا ہوگا جو پیغام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر۔ ''الا فلیبلغ الشاہد الغائب'' اور دوسرے مقام پر ''بلغوا عنی ولو آیۃ'' کے ذریعہ ہمیں عطا فرمایا تھا۔

اللهم صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کله۔

بلاسودی بینک کاری کی حوصلہ افزائی ضروری

عارف عزیز (بھوپال)

اسلام محض ایک طریقہ عبادت نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کتاب اور پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی شریعت کے ذریعہ زندگی گزارنے کا جو دستور العمل انسانوں کو دیا ہے۔ وہ حکمت وافادیت سے پر ہے حالانکہ بعض کوتاہ نظر اس کو موجودہ سائنس اور ٹکنالوجی کے دور سے ہم آہنگ نہیں پاتے جبکہ صاف ذہن اور انصاف پسندوں نے بارہا اعتراف کیا ہے کہ اس میں ہر دور کے انسانی جذبات اور ضروریات کی رعایت رکھی گئی ہے۔

اسلام کے ان اعلیٰ اصولوں میں سے ایک بلاسودی بینک کاری بھی ہے جس کا تجربہ دنیا کے کئی مسلم ممالک میں کامیابی سے سرانجام پا رہا ہے، خاص طور پر سعودی عرب، کویت، عرب امارات اور پاکستان کے بعد ملیشیا میں بھی یہ نظام تیزی سے برگ وبار لا رہا ہے، اسی طرح ہندوستان میں بھی گذشتہ تین دہائیوں کے دوران خدمتِ خلق کا جذبہ رکھنے والے بعض مسلم اداروں نے ملک کے مختلف حصوں میں بلاسودی سوسائٹیاں چلا رکھی ہیں جن سے نہ صرف غریب مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی استفادہ کر رہے ہیں اور یہ سوسائٹیاں ضرورت مندوں کے لئے ایک طرح سے نعمت ثابت ہوئی ہیں؛ کیونکہ ان کے ذریعہ زیورات یا دوسری قیمتی اشیاء کی ضمانت پر چھوٹے چھوٹے بلاسودی قرض فراہم کردیئے جاتے ہیں اور مالی ضرورت کے لئے قیمتی اشیاء سے محروم ہونے کا خدشہ نہیں رہتا۔

اگرچہ سوسائٹیاں اپنے معاشرہ کی اہم خدمت انجام دے رہی ہیں اور ان میں نام ونمود یا دنیاوی منفعت کا کوئی پہلو حاوی نہیں، نہ یہ سیاسی سرگرمیوں سے آلود ہیں اور نہ ہی حکومت سے امداد طلب کرنا ان کے دائرہ کار میں شامل ہے؛ لیکن اس سب کے باوجود ان کو آج تک اس بات کا حق نہیں دیا گیا کہ وہ خود کو سرکاری طور پر رجسٹرڈ کرالیں یا ریزرو بینک آف انڈیا اور دیگر مالیاتی اداروں کا تحفظ انہیں حاصل ہوسکے۔ حالانکہ ایک جمہوری حکومت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اس طرح کے فلاحی اداروں کی مدد اور حوصلہ افزائی کرے لیکن تعجب کا مقام یہ ہے کہ ملک کی جمہوری حکومت ان کو امداد فراہم کرنے کے بجائے ان کی ترقی میں رکاوٹ بن رہی ہے، جب کہ دوسری طرف یہ بات بھی کم حیران کن نہیں کہ یہی حکومت لاٹریوں، شراب کی صنعت وفروخت اور قمار خانوں کی حوصلہ افزائی کرکے سیاہ دولت کو سفید دولت میں بدلنے کے مواقع فراہم کرتی رہی ہے مگر اسی کے ساتھ وہ ایسے اداروں کی حوصلہ شکنی کی راہ پر گامزن ہے جو خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت سرگرمِ عمل ہیں اور جن کا مقصد اپنی مدد آپ یا غریبوں کی مدد کرنا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ سماج کے ان کمزور لوگوں کو سرکاری ایجنسیوں سے بھی مدد نہیں ملتی اور معاشرہ کے ان غریبوں کی دادرسی کوئی نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو قرض دیا جاتا ہے اور اگر ملتا بھی تو اس کا کافی سود وصول کرلیا جاتا ہے۔ رقم کی جتنی ضرورت ہوتی ہے سود کی شرح اتنی ہی بڑھ جاتی ہے؛ چنانچہ ایسے ضرورت مندوں کی جو ادارے مدد کرتے ہیں ان کو تو اعزاز واکرام سے نوازا جانا چاہئے، مزید برآں خود مسلمانوں کے دردمند افراد اور تنظیموں کو اس جانب متوجہ ہوکر بلاسودی بینکوں اور سوسائٹیوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کرنا چاہئے تاکہ وہ مسلمان جو سود کے لین دین کو مذہبی اعتبار سے غلط اور ناجائز تصور کرتے ہیں خاص طور پر دوکاندار، مزدور، ڈرائیور، خوانچہ فروش اور دوسرے اسی طرح کے کام کرنے والے ان سے فائدہ اٹھا سکیں اگر حکومت بھی نفع ونقصان میں حصہ کی بنیاد پر ان بلاسودی بینکنگ نظام کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جو کہ بعض مسلم ممالک اور خود ہندوستان میں کام کر رہی ہیں تو یہاں بھی اس نظام کو فروغ حاصل ہوسکتا ہے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کی پسماندگی دور کرنے میں مدد بھی مل سکتی ہے، آج کے ماحول میں اس طرف توجہ دینے والا کوئی نہیں۔

اخبارِ جہاں

محمد عادل فریدی

بھارت میں نفرت انگیز تقاریر کے بڑھتے واقعات پر اقوام متحدہ کو تشویش

بھارت میں نفرت انگریز تقاریر کے بڑھتے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتریس نے متنبہ کیا ہے کہ بھارت اقلیتوں کا تحفظ کرے اور نفرت پر مبنی تقاریر کی مذمت کرے۔ بھارت کا دورہ کرنے والے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتریس نے ایک تقریب میں مرکزی حکومت پر کھل کر تنقید کی۔اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کا کہنا تھا کہ بھارت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ملک میں اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرے اور نفرت پر مبنی تقاریر کی مذمت کی جائے۔انہوں نے مزید کہا کہ آزادی اظہار، انسانی حقوق اور پریس کی آزادی کو یقینی بنانا بھارت کی ذمہ داری ہے۔ عالمی برادری میں بھارت کی بات اس وقت سنی جائے گی جب وہ انسانی حقوق کا احترام کرے گا اور تمام افراد کے ذاتی اور انسانی حقوق خصوصا اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرے گا۔ انسانی حقوق ہر ایک کا پیدائشی حق ہے لیکن اس کی فراہمی اور تحفظ کے لیے اقدامات کرنا پڑتے ہیں۔(ایجنسی)

کینڈا میں ایران کے زیر انتظام اسلامک سنٹر میں توڑ پھوڑ

کینیڈا میں ایران کے زیر انتظام قائم مسجد و اسلامی مرکز ''امام مہدی اسلامک سینٹر'' میں نامعلوم افراد نے توڑ پھوڑ کی اور بم سے اُڑانے کی دھمکی بھی دی گئی۔ نیز اور وہاں فارسی میں درج عبارات کو نفرت آمیز جملوں سے تبدیل کر دیا گیا۔حملہ آوروں نے ایران کے خلاف نعرے بازی کی اور اس اسلامک سینٹر کو ایرانی حکومت کا ایجنٹ قرار دیا۔حملہ آوروں نے مسجد کو بم سے اُڑانے کی بھی دھمکی دی۔کینیڈا کے حکام نے اس عمل کو اسلاموفوبیا قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ رویہ ناقابل قبول ہے۔اسلاموفوبیا کی اس لہر سے نمٹنے کے لیے کارروائی کر رہے ہیں۔صرف ٹوئٹر پر چند دنوں میں ہزار سے زائد ٹوئٹس اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی گئیں۔تاحال مسجد میں توڑ پھوڑ کرنے والے شخص کو حراست میں نہیں لیا جاسکا ہے، تاہم خیال کیا جارہا ہے کہ حملہ آور ایران میں پولیس کے زیر حراست ہلاک ہونے والی نوجوان لڑکی مھسا امینی سے اظہار یکجہتی کے لیے جمع ہوئے تھے۔(ایجنسی)

برطانوی وزیر اعظم لزٹرس کا مستعفی ہونے کا اعلان

برطانیہ کی وزیر اعظم لزٹرس نے اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کا اعلان کر دیا۔ برطانوی میڈیا کے مطابق ڈیڑھ ماہ قبل ہی منتخب ہونے والی خاتون وزیر اعظم لزٹرس نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے کا اعلان کر دیا۔ وہ صرف 44 دن اپنے عہدے پر رہیں۔ مستعفی ہونے کے بعد لزٹرس 1827ء کے بعد مختصر ترین مدت تک وزیر اعظم رہنے والی شخصیت بن گئیں۔لزٹرس نے سابق وزیر اعظم بورس جانسن کی حکومت ختم ہونے کے بعد 6 ستمبر کو عہدہ سنبھالا تھا۔خاتون وزیر اعظم کے وزیر خزانہ اور وزیر داخلہ پہلے ہی مستعفی ہو چکے ہیں اور اب ان کا استعفیٰ سامنے آیا ہے۔لزٹرس کے لیے وزرا کے استعفوں کے بعد مشکل صورتحال پیدا ہو گئی تھی۔لزٹرس کو چندروز کے اندر مارکیٹ اور معیشت کے حوالے سے کیے گئے فیصلوں پر شدید تنقید کا سامنا تھا۔سیاست دانوں اور کاروباری افراد نے برطانوی وزیر اعظم لزٹرس کے فیصلوں کو ملک کے لیے نقصان دہ اور ان کے اقدامات کو جلد بازی میں کیے گئے فیصلے قرار دیا تھا۔(ایجنسی)

انڈونیشیا میں 100 بچوں کی اموات؛ سیرپ اور مائع ادویات کی فروخت پر پابندی

انڈونیشیا کی حکومت نے رواں برس گردوں کی بیماری سے ہلاک ہونے والے 100 بچوں کی اموات کے بعد تمام اسیرپ اور مائع ادویات کے نسخوں اور ان ادویات کی فروخت پر پابندی کا اعلان کر دیا ہے۔الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق وزارت صحت کے حکام کی جانب سے گردوں کی بیماری سے بچوں کی اموات کی تعداد میں غیر معمولی اضافے کی تحقیقات کی جارہی ہیں۔وزارت صحت کے ترجمان محمد سہرل منصور نے بتایا کہ 20 صوبوں سے 206 کیسز موصول ہوئے ہیں جن میں 99 اموات ہوئی ہیں۔ احتیاط کے طور پر وزارت نے تمام ہیلتھ ورکرز سے کہا ہے کہ وہ عارضی طور پر مائع دوائی یا سیرپ تجویز نہ کریں، ہم نے میڈیکل اسٹورز سے بھی کہا کہ وہ تحقیقات مکمل ہونے تک غیر نسخے والی مائع دوائیوں یا سیرپ کی فروخت کو روک دیں۔(ایجنسی)

شہزادہ محمد بن سلمان نے یوکرین کو 400 ملین ڈالر کی امداد کا اعلان کیا

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے یوکرین کی مدد کے لیے 400 ملین ڈالر کی انسانی امداد کا اعلان کیا ہے۔ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے اس بات پر زور دیا کہ کشیدگی کم کرنے میں مدد دینے والے ہر اقدام کی حمایت کریں گے اور ثالثی کے لیے بھی تیار ہیں۔ یوکرین کے صدر ولودیمیر زیلنسکی نے کہا کہ مزید جنگی قیدیوں کی رہائی کے لیے رابطے جاری رکھنے پر دونوں ممالک متفق ہیں۔انہوں نے 400 ملین ڈالر کے امدادی پیکج کے لیے سعودی مملکت کا شکریہ ادا کیا۔(ایجنسی)

سابق پاکستانی وزیر اعظم عمران خان پانچ سال کے لیے نااہل قرار

پاکستانی الیکشن کمیشن نے سابق وزیر اعظم اور پاکستان تحریک انصاف کے رہنما عمران خان کو توشہ خانہ ریفرنس کیس میں اپنا متفقہ فیصلہ سناتے ہوئے 21 اکتوبر 2022 کو پانچ سال کے لیے عوامی نمائندگی کے لیے نااہل قرار دے دیا ہے۔کمیشن کے فیصلے کے مطابق عمران خان پر اپنے اثاثے چھپانے کا الزام بھی ثابت ہو گیا تھا۔اس فیصلے کے بعد پہلے سے ہی مالیاتی اور اقتصادی بحران کے شکار اور حالیہ سیلابوں سے انتہائی بری طرح متاثر ہونے والے ملک پاکستان میں موجودہ سیاسی بے یقینی کی صورت حال میں شدت کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔عمران خان کے ترجمان فواد چوہدری نے اسلام آباد میں صحافیوں کو بتایا کہ الیکشن کمیشن نے پی ٹی آئی کے اس رہنما کے خلاف ریفرنس میں کافی عرصے سے التوا میں پڑا ہوا اپنا فیصلہ سناتے ہوئے انہیں نااہل قرار دے دیا ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم و روزگار

2023 میں میٹرک (xth) کا امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کے لیے امارت شرعیہ میں کوچنگ کا نظم

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر 2023 میں میٹرک کا امتحان دینے والے طلبہ وطالبات کیلئے امارت شرعیہ کیمپس میں امارت جونیئر پروگرام کے تحت معیاری کوچنگ کا نظم کیا گیا ہے جہاں ماہر اساتذہ کے ذریعہ میٹرک کے امتحان (سی بی ایس ای اور بہار بورڈ دونوں) کی تیاری کرائی جائے گی۔ اس کوچنگ کی مدت میٹرک امتحان سے قبل تک ہوگی اور تعلیم کا وقت دوپہر ساڑھے تین بجے سے چھ بجے تک ہوگا۔ نیز لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ کلاس کا نظم کیا گیا ہے۔ یہاں میٹرک کے تمام اہم سبجیکٹ: میتھ (Math)، سائنس (Science)، انگریزی (English)، سوشل سائنس (Social Science) کی تیاری ماہر اساتذہ سے کرائی جائے گی۔ ایڈمیشن فیس ایک ہزار (1000/-) روپئے، ٹیوشن فیس ماہانہ سات سو روپئے (700) ہے۔مگر جو طالب علم 95% حاضر ہوگا، اگر آخر میں اس کی کارکردگی (Performance) پچاس فیصد بچوں سے اچھی ہوگی تو ٹیوشن فیس، کورس مکمل ہونے پر واپس کر دی جائے گی۔ جو بچے زکوٰۃ کے مستحق ہیں ان کو صرف ایڈمیشن فیس دینی ہوگی۔ایڈمیشن داخلہ ٹیسٹ (Entrance Test) کی بنیاد پر ہوگا۔کوچنگ کا یہ نظم غیر رہائشی ہوگا، اس لیے پٹنہ ضلع سے باہر رہنے والے جو بچے اس میں شریک ہونا چاہیں گے انہیں اپنی رہائش کا خود انتظام کرنا ہوگا۔داخلہ ٹیسٹ میں شرکت کے لیے آن لائن رجسٹریشن جاری ہے خواہشمند طلبہ اس لنک پر آن لائن فارم بھر سکتے ہیں۔

(https://tinyurl.com/r30junior01)

یا مندرجہ ذیل موبائل پر واٹس ایپ کے ذریعہ میسیج کر کے رجسٹریشن کا لنک طلب کر سکتے ہیں۔رجسٹریشن کے لیے کوئی فیس نہیں ہے۔

موبائل نمبر: **8252094905/8298969227/7903621729**

نوٹ: اس پروگرام میں صرف وہ بچے حصہ لیں جو اپنی محنت پر اعتماد رکھتے ہیں اور ہر روز کم از کم آٹھ سے دس گھنٹے خود سے اپنی پڑھائی میں لگا سکتے ہیں۔اس لیے ان تمام طلبہ وطالبات سے جو 2023 میں میٹرک کا امتحان دینا چاہتے ہیں ان سے اپیل ہے کہ وہ اس سنہرے موقع کا پورا فائدہ اٹھائیں اور میٹرک کے امتحان کی بہترین تیاری کر کے امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوں تاکہ آپ آئندہ اپنی کامیابی کے ساتھ قوم وملت کے کام آسکیں۔

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام پھلواری شریف میں 6 نومبر کو مدارس اسلامیہ کنونشن

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے 6 نومبر 2022 کو امارت شرعیہ کے زیر اہتمام پھلواری شریف میں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہونے والے مدارس اسلامیہ کنونشن کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہا کہ یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ اس ملک میں دین وشریعت کی بقاء وتحفظ کا جو بھی کام ہو رہا ہے، وہ ملک کے طول وعرض میں قائم مدارس اسلامیہ کی رہین منت ہے۔ مسلمانوں کے عام تعاون سے چلنے والے یہ مدارس ہی ہیں جن کی وجہ سے اکثر مساجد آباد ہیں، اذانیں ہو رہی ہیں، نمازیں پڑھی جارہی ہیں، قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے، افتاء اور قضا کی مسندیں سجی ہوئی ہیں، قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، دلوں میں ایمان کی شمعیں روشن ہیں اور مسلمانوں کی شوکت وسطوت کی بقاء میں انہیں مدارس کا کردار ہے۔ اللہ نہ کرے اگر ان مدارس کا نظام کمزور ہو گیا تو اس ملک میں اسلامی تشخص کی بنیادیں بھی کمزور ہو جائیں گی۔ اس لیے پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان مدارس کے نظام کو مضبوط اور مستحکم رکھے تاکہ ہماری آنے والی نسل، ان کے بعد آنے والی نسل اور یوں ہی نسل در نسل ایمان واسلام کی آبیاری ہوتی رہے اور اسلام کا درخت توانا وتناور بنا رہے۔

ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کو یہ مدارس اسلامیہ ایک آنکھ نہیں سہاتے اور ان کو زق پہونچانے کی کوششیں اور سازشیں منظّم طریقے پر ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی انہیں دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا جاتا ہے تو کبھی ملک دشمنی کا الزام ان پر لگایا جاتا ہے، کبھی ان کو ملک کے مستقبل کے لیے خطرہ بتایا جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایسی ہی کوششیں ماضی میں جب بڑھی تھیں تو مفکر اسلام امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے 3 فروری 2002ء کو خانقاہ رحمانی مونگیر میں تحفظ ناموس مدارس اسلامیہ کنونشن منعقد کر کے ناقدین کو سخت جواب دیا تھا، جس کی وجہ سے مخالفین کی زبانیں ایک مدت تک بند رہی تھیں۔ آج ایک بار پھر مدارس کو انہیں حالات کا سامنا ہے، اس وقت مدارس اسلامیہ پر جو حالات ہیں اور انہیں جن خدشات وخطرات کا سامنا ہے، اس سے آپ بخوبی واقف ہیں، امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی اس صورت حال سے کافی فکرمند ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے کوئی مضبوط لائحہ عمل بنایا جائے۔ ہمیں اپنے تدریسی، انتظامی اور تربیتی نظام کو مزید بہتر اور پرکشش بنانے کی بھی ضرورت ہے جو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور اسلامی اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے عصر حاضر کے آلات کا استعمال کرتے ہوئے طلبہ کی ہمہ جہت ترقی اور شخصی صلاحیت کو پروان چڑھانے والا ہو۔ اس مقصد کے لیے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر 6 نومبر 2022 بروز اتوار صبح دس بجے سے المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بہار اڈیشہ، جھارکھنڈ ومغربی بنگال کے اہم مدارس کے ذمہ داروں کا ایک اجلاس بعنوان **''مدارس اسلامیہ کنونشن''** منعقد کیا جارہا ہے تاکہ اس سلسلہ میں کوئی مناسب لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ان چار صوبوں کے علاوہ دیگر صوبوں کے بھی اہم مدارس کے نمائندگان کو دعوت دی جارہی ہے، اجلاس کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں، مدعووین کو دعوت نامے جاری کیے جاچکے ہیں۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

جماعت کی نماز مسلمانوں کو اجتماعی زندگی کا درس دیتی ہے: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام بہار شریف میں معلمین مکاتب وائمہ کرام کے تربیتی ورک شاپ کا انعقاد

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تمام شعبوں میں ترقی ہورہی ہے۔سی بی ایس ای کے پانچ نئے اسکول قائم ہوئے اور دس دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا، اسی کے ساتھ شعبہ تعلیم کے تحت سو سے زائد مکاتب دینیہ جو خود کفیل ہیں، مختلف اضلاع میں نئے سرے سے قائم ہوئے ہیں۔صیغۂ تعلیم کے تحت شروع سے بین المدارس والمکاتب معلمین کے لیے تربیتی اجتماعات کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی منظوری سے مدینہ مسجد بہار شریف میں سہ روزہ تربیتی اجتماع ہورہا ہے، جس میں مکاتب کے معلمین واساتذہ کے ساتھ مساجد کے ائمہ بھی بڑی تعداد میں شرکت فرمارہے ہیں، آج دوسرے دن مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے دو مہمان خصوصی نے اس جاری ورک شاپ میں حصہ لیا، امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب انچارج صیغۂ تعلیم اور مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ کا اس تربیتی اجتماع سے خصوصی خطاب ہوا۔مولانا احمد حسین قاسمی نے حضرات معلمین کو ان کے مقام ومنصب کا دینی وشرعی حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلا معلم خود رب کائنات ہے۔جس نے حضرت آدم علیہ السلام یعنی پہلے انسان کو تمام ناموں کا علم سکھایا، پھر ان کی آنے والی تمام نسلوں کی تربیت وہدایت کے لیے بہ حیثیت معلم حضرات انبیاء کا انتخاب فرمایا۔چناں چہ آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت کی نمایاں حیثیت کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ "**إنما بعثت معلماً**" میں تمہارے درمیان استاذ ومعلم کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہوں۔

نبی کے وارث اور ان کے جانشیں ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ اپنی حیثیت بھی بہ حیثیت معلم پہچانئے۔آپ کے سپرد ہماری نئی نسل ہے، جن کی انسانی، دینی ومعاشرتی تربیت کرکے بہترین انسان اور کامل مسلمان بنانے کا فریضہ آپ کے ذمہ ہے۔انہوں نے فن تدریس پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ معلومات ہونا الگ شئی ہے، مگر ان کو بچوں میں منتقل کرنا الگ شئی ہے، جس کے لیے ٹریننگ اور تربیت بہت ضروری ہے۔تدریس ایک اہم آرٹ اور فن ہے، جسے سیکھے بغیر نہیں کیا جا سکتا ہے۔اسی لیے امارت شرعیہ علماء ومعلمین اور ائمہ مسائد کے لیے تربیتی پروگرام کا انعقاد کرتی ہے۔

مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے حضرات معلمین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تدریس اور سکھانے کا عمل کار نبوت کا حصہ اور نبوی کام ہے، اس کے لیے اخلاص نیت کے ساتھ جدوجہد اور قربانی درکار ہے، آپ بے لوث ہوکر محنت کریں، اللہ آپ کی محنت کا بدلہ عطا کرے گا۔آج پوری امت کا سب سے بڑا مسئلہ نئی نسلوں کی دینی واسلامی تربیت ہے، جس اہم کام کو آپ انجام دے رہے ہیں۔اگر یہ کام آپ نے کما حقہ کر دیا تو آئندہ کے لیے ہماری نسل محفوظ ہوجائے گی۔آپ نے بہت کم وقت میں نہایت جامع باتیں بتائیں۔آج کی دوسری نشست بعد نماز ظہر بہار شریف کے عمائدین پر مشتمل تھی، جس میں امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین نے حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کا پیغام سناتے ہوئے کہا کہ ملک کی نازک صورتحال میں ہمارے کرنے کے جو اہم کام ہیں، ان میں پہلا کام اپنی نئی نسل کے دین وایمان کے تحفظ کی فکر کرنا ہے، اس کے لیے امارت شرعیہ تحریک چلا رہی ہے، ائمہ مساجد کے تربیتی نظام کا سلسلہ ہر ضلع میں جاری ہے۔مسلمان اپنی مساجد کو مرکز بنا کر اصلاح معاشرہ کا کام انجام دیں، ہر مسجد میں بنیادی دینی تعلیم کے لیے مکتب کا نظام، نماز با جماعت کی طرح قائم ہو۔حضرت مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے ملت اسلامیہ کی فکر فکر وعمل سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اپنی نماز با جماعت سے سبق حاصل کریں، جس طرح ہم مسجد میں امام کی اطاعت کرتے ہیں، مسجد سے باہر ایک امیر شریعت کی اتباع کو لازم سمجھیں۔اور کلمہ کی بنیاد پر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، ایک دوسرے کے احترام کا جذبہ اپنے دلوں میں پیدا کریں۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو انجام دیں۔

واضح رہے کہ اس پروگرام کی نظامت مولانا منت اللہ حیدری فرمارہے تھے۔اس موقع پر مولانا منصور قاسمی قاضی شریعت بہار شریف بھی پیش پیش رہے، شہر کے مخلصین کے تعاون سے تمام علماء ومعلمین کی میزبانی آسان ہوسکی۔معلمین کی تربیت کرنے والے علماء میں مولانا عبدالوالی منانی قاسمی، حافظ عالمگیر صاحب استاذ مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجوپٹی سیتا مڑھی اور مولانا مامون الرشید صاحب مدرسہ طیب المدارس پریہار، سیتا مڑھی کے نام اہم ہیں۔

مساجد ملت کے دھڑکتے دل ہیں، انہیں دینی تعلیم اور اصلاح کا مرکز بنائیں: احمد حسین قاسمی

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام باڑھ میں معلمین وائمہ کرام کے تربیتی اجتماع کا انعقاد

موجودہ صورت حال میں دین وایمان کا تحفظ اور شریعت پر عمل کی راہیں آج بھی کھلی ہیں، حالات جیسے بھی ہوں آپ ایک داعی، الہامی اور باحوصلہ قوم ہیں، آپ کی تاریخ روشن رہی ہیں، آپ کو مشکل ترین حالات میں بھی عمل اور کامیابی کی راہیں نکالنے کا سلیقہ آپ کے پیغمبر نے عطا کیا ہے، حالات کا شدید تقاضہ ہے کہ مسلمان اپنے کردار وعمل سے اپنے آپ کو ایک زندہ قوم بنا کر پیش کریں اور اپنے اخلاق حسنہ کی دولت سے دنیا کو متاثر کریں، ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو اپنا محاسبہ اور تجزیہ کرنے کا سبق دیا ہے اور حالات کے مطابق انقلاب پیدا کرنے والا ایسا نظام عطا فرمایا ہے جو رہتی دنیا تک کے لئے منشور حیات ہے، ہم مسجد کے نام سے واقف تو ہیں مگر اس کے حقیقی کردار سے غافل ہیں، اسلام میں مساجد کی شرعی حیثیت صرف یہ نہیں کہ وہاں پانچ وقت کی نماز با جماعت ادا کی جائے بلکہ اس کا اصل مقصد اقامت دین ہے، اسلام کی ابتداء میں یہی مساجد مسلمانوں کے تمام مسائل کے حل کے مراکز رہے ہیں جہاں سے تمام قسم کی انسانی اور دینی خدمات کے فرائض انجام دئے گئے، آج کی نازک صورت حال میں امارت شرعیہ کا یہ پیغام ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی مسجدوں کو نماز با جماعت کے ساتھ اپنی نئی نسل کے دین وایمان کے تحفظ کا مرکز بھی بنائے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نے مسجدوں سے انسانی خدمات اور اصلاح امت کے جملہ کام لئے، ہم پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنی آبادیوں کی مسجدوں کو دینی وانسانی ہمہ جہت خدمات کے لئے انہیں استعمال کریں، مذکورہ باتیں امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے ائمہ اور علماء کے ایک بڑے مجمع سے اپنے خطاب میں کہیں، انہوں نے تفصیل سے مساجد کے ائمہ کرام اور ان کے ذمہ داران کے اسلامی کردار سے متعلق روشنی ڈالی، انہوں نے حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد فیصل رحمانی صاحب کی اس جانب فکرمندی کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کی یہ منشاء ہے کہ مسلم آبادیوں کی تمام مساجد دینی واصلاحی کاموں کے مراکز ہوں، جہاں سے مکتبہ دینیہ کے مستحکم نظام کے ساتھ نوجوان مسلم لڑکے اور لڑکیوں کی دینی واسلامی تربیت کا سلسلہ بھی قائم ہو، درس قرآن، درس حدیث کے ساتھ علمی حلقے اور مسلم خواتین کے لئے دینی اجتماعات کا نظم کرنا بھی بے حد ضروری ہے، آبادیوں کے پانچ سال سے لیکر پندرہ سال تک کے جتنے بچے اور بچیاں ہیں ان کی مکمل اصلاح اور دینی تربیت کے لئے مساجد کے حضرات ائمہ اور اس کے ذمہ داران مشورہ سے مضبوط نظام بنائیں۔جناب مولانا عبداللہ انس قاسمی صاحب مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے دارالقضاء کے شرعی نظام اور اسلام کے قانون وارثت پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ کا یہ پیغام ہے کہ مسلمان اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہوں، خاندان کے تمام لوگوں کے حقوق ادا کریں، خاندانی نظام کو قائم رکھنے کے لئے باہمی اختلاف کو برداشت کریں اور تحمل وبرداشت کا مزاج بنائیں، اگر ایسا اختلاف ہوجائے جس کا تصفیہ مقامی طور پر ممکن نہ ہو تو ایسے معاملات کو امارت شرعیہ کے دارالقضاء میں بھیجیں۔مولانا نصیرالدین مظاہری دفتر نظامت امارت شرعیہ نے اس اجتماع کی نظامت کے فرائض انجام دیئے اور درمیان میں حضرات ائمہ کرام کی جانب سے ہونے والے اہم سوالات کے تشفی بخش جواب بھی دئے اور بتایا کہ امارت شرعیہ کا شعبہ امور مساجد حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم کی خصوصی توجہ سے سرگرم عمل ہے۔پروگرام کی صدارت جناب مولانا محمد کاظم قاسمی صاحب نے فرمائی جب کہ پروگرام کو ہر طرح سے کامیاب بنانے میں مولانا مبشر قاسمی ناظم مدرسہ اسلامیہ تھانہ مسجد باڑھ کا اہم کردار رہا، شرکت کرنے والوں میں قاضی شریعت مدھے پورہ مولانا فیاض احمد قاسمی اور مولانا اظہرالدین مدرسہ فیروزیہ اور جناب مقصود صاحب کے نام قابل ذکر ہیں، حضرت صدر جلسہ کے اختتام خطاب اور دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا۔واضح رہے کہ یہ پروگرام امارت شرعیہ کے شعبہ امور مساجد کے تحت ہر ضلع میں منعقد ہورہا ہے، جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آرہے ہیں جس کے ذریعہ حضرات ائمہ کرام کی ہر طرح رہنمائی کی جارہی ہے۔

13-14 نومبر کو جمشید پور میں قضاء کے موضوع پر قضاۃ وعلماء کرام کا اہم اجتماع

15 نومبر کو نقباء امارت شرعیہ کا اجلاس، سبھی اجلاس حضرت امیر شریعت کی صدارت میں منعقد ہوں گے

مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے 13-14 نومبر کو جمشید پور، ضلع سنگھ بھوم (جھارکھنڈ) میں قضاء کے موضوع پر منعقد ہونے والے سیمینار کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سو سالوں سے زیادہ عرصہ سے مسلمانوں کے درمیان ان کے عائلی مسائل کو قرآن وسنت اور شریعت اسلامی کی روشنی میں حل کرتی آرہی ہے۔یہاں کے دارالقضاء (مرکزی و۸۲/ذیلی دارالقضاء) کے ذریعہ سالانہ پانچ ہزار سے زائد معاملات حل کیے جاتے ہیں۔لوگوں میں دینی معلومات کی کمی اور شرعی ضابطۂ اخلاق کی پاسداری نہ ہونے کی وجہ سے طلاق کے واقعات کثرت سے پیش آرہے ہیں، نیز دیانت وصداقت کی اہمیت سے ناآشنائی کی بنا پر عام طور پر واقعہ طلاق میں زوجین کے درمیان اختلافات ہوتے ہیں اور معاملات دارالقضاء میں پیش ہوتے ہیں۔کبھی کبھی ایسی صورت پیدا ہوجاتی ہے کہ تین طلاق سے متعلق معاملہ میں کوئی گواہ نہیں ہوتا، اور چونکہ سپریم کورٹ میں تین طلاق کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے، اس لیے مرد سزا سے بچنے کے لیے تین طلاق کا انکار کر دیتا ہے، جبکہ بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرتی ہے، ایسی صورت میں قاضی کیا کرے گا؟ یہ سوال بہت اہم ہے، جس پر غور وخوض اور نصوص وماخذ شریعت سے تحقیق واستنباط کی ضرورت ہے۔اس لیے ۱۸/رجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴/مارچ ۲۰۲۰ء کو امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد اجلاس قضاۃ میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ اس موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا جائے اور ملک کے نامور اہل علم، اصحاب فقہ وفتاویٰ اور امہات المدارس کے ذمہ داران کو دعوت دی جائے تاکہ سب مل کر تمام جزئیات کو سامنے رکھتے ہوئے ماخذ ومراجع پر غور وخوض کے بعد کسی قابل عمل رائے پر متفق ہوسکیں۔جو تمام دارالقضاء میں ایسے مسائل میں قضاۃ کے فیصلہ کی بنیاد بنے۔لہٰذا امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں ۱۳-۱۴/نومبر ۲۰۲۲ء روز اتوار وسوموار دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور، جھارکھنڈ میں دوروزہ سیمینار کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے۔انہوں نے بتایا کہ چونکہ یہ موضوع بہت اہم ہے، اس لیے ملک میں تمام دارالقضاء کے قضاۃ حضرات کے علاوہ فقہ وفتاویٰ ومسائل قضاء سے دلچسپی رکھنے ملک کے نامور علماء وامہات المدارس کے نمائندگان کو اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔اس کے علاوہ 15 نومبر کو جھارکھنڈ کے نقباء ونائبین نقباء کا اہم اجتماع بھی حضرت امیر شریعت کی صدارت میں منعقد ہوگا۔تینوں پروگرام کی تیاریاں جاری ہیں، مدعووین کو دعوت نامے جاری کردیے گئے ہیں۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳۸۰/۲۴۸۳۰/۱۴۴۴ھ

پروین خاتون بنت محمد شفیق مقام مورن گاچی، ڈاکخانہ مکامہ ضلع پٹنہ۔فریق اول

بنام

محمد نوشاد ولد محمد ظہیر مرحوم مقام موناہال کے پیچھے گلی وارڈ نمبر ۳۹، ڈاکخانہ بانکی پور، ضلع پٹنہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق ۹/نومبر ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

وفود امارت شرعیہ: اہداف ومقاصد

مفتی عین الحق امینی قاسمی

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا قیام 20/ شوال 1339ھ میں جن اعلی مقاصد کے پیش نظر عمل میں آیا تھا،ان میں دیگر مقاصد کے علاوہ تحفظ مسلمین اور نظام بیت المال کا قیام واستحکام بھی شامل تھا،اسی لئے قیام امارت شرعیہ کے اول دن سے "وفود" کا نظام جاری ہے،امارت شرعیہ نے اپنے ان وفود کے ذریعے دور دیہات تک میں مسلمانوں کے نہ صرف جان ومال کو تحفظ فراہم کیا ہے؛ بلکہ ان غریب مسلمانوں کو ایمان واعمال پر جمانے اور انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھنے کی بھی ہمیشہ فکر کی ہے۔امارت شرعیہ اپنے مخلص اور خدا رسیدہ علماء کرام پر مشتمل وفود کے ذریعے ملت اسلامیہ کی جان ومال کے تحفظ،ایمان وعقائد میں استحکام اور سماجی وفلاحی حقوق کے لئے جدوجہد کرنا شروع دن سے اپنی ذمہ داری سمجھتی رہی ہے۔بہار کی مسلم آبادی جس انداز سے مختلف حصوں میں مخلوط رہ کر بسی ہوئی ہے،بعض بعض مقامات پر مشکل سے چند گھر ہیں،جس کے افراد غیروں کے درمیان غیروں کے مزاج وانداز اوران کے مذہبی تقریب ورسوم میں شریک رہ کر زندگی جی رہے ہیں، جائے وقوع اور سکونت کی جو صورت حال ہے،ایسے میں ایمان واعمال کے ساتھ ساتھ جان ومال پر بھی خطرات کے بادل منڈلاتے رہتے ہیں اور ایک غیرت مند مسلمان کو ہر وقت یہ احساس ستاتا رہتا ہے کہ کسی بھی وقت یہ لوگ اپنے ایمان کا سودا کر پلٹی مار سکتے ہیں،یہی وہ بے چینی تھی جب بانی امارت شرعیہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے اپنے رؤسا اور اہل ثروت سے اپیل کی تھی کہ "غیروں کے بیچ بسنے والے کمزور مسلمانوں کو اپنی آبادی میں منتقل کر ان کی مدد کرو،اس سے وہ بھی محفوظ ہو جائیں گے اور تم بھی محفوظ رہو گے"

اس کے علاوہ عام مسلمانوں کی عملی صورت حال بھی بہت خوش آئند نہیں ہے، دینداری میں غفلت برتنے اور احکام اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنے میں لاپرواہی یا شب وروز کی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو دانستہ یا نادانستہ نظر انداز کرنے کے بڑھتے رجحان نے مبلغین اسلام اور داعیان اسلام کی ذمہ داری بڑھا دی ہے،آج باطل طاقتیں مسلم آبادیوں کو جس تیزی کے ساتھ ٹارگیٹ کر رہی ہیں،اس سے معصوم بچے ہی متاثر نہیں ہو رہے ہیں؛ بلکہ مسلمانوں کی بچیاں سمیت غریب خاندان کے دیگر افراد بھی نشانے پر ہیں،اسی طرح عملا اپنی آبادی میں بھی مسلمانوں کی معاشرتی صورت حال بہت اچھی نہیں ہے،عبادت،معاشرت،اخلاقیات اور معاملات وغیرہ میں ہم غیر معمولی بے راہ روی کے شکار ہو چکے ہیں۔ان جیسی ناگفتہ بہ صورت حال سے نمٹنے کے لئے ہی ملت اسلامیہ کے مخلص رہنما مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے اپنی تحریک کے روز اول سے اس سلسلے میں حساس ہو کر نہ صرف نوٹس لیا، بلکہ امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے دینی واصلاحی بیداری کے لئے مختلف حلقوں میں "وفود" روانہ کرنے کا نظام مرتب فرمایا،تاکہ مسلم آبادیوں کی دینی،ملی،شرعی،دعوتی تعلیمی،تربیتی اور اصلاحی رہنمائی ہوتی رہے اور مسلمان اپنے امیر کی سمع وطاعت کے ساتھ آئندہ گناہوں سے بچنے،دینی امور کی پابندی کرنے اور اللہ ورسول کی تعلیمات ورضا کے مطابق بقیہ زندگی گذار سکیں۔

امارت شرعیہ کے ناظم اول حضرت مولانا محمد عثمان غنی رحمہ اللہ نے "وفود امارت" کی افادیت پر یوں روشنی ڈالی ہے:" دفتر امارت شرعیہ اور بیت المال کے قیام کے بعد محررین، مبلغین،عمال اور محتسب مقرر کیے گئے۔وفد امارت نے صوبہ میں دورہ کر کے امارت شرعیہ کی ضرورت واہمیت کی اشاعت کی تبلیغ واصلاح کے فرائض انجام دیئے اور مسلمانوں سے امیر شریعت کی سمع وطاعت کی بیعت لی،وفد امارت کے دوروں میں خود حضرت نائب امیر شریعت شریک رہتے اور وفد کا دورہ سال کے اکثر حصوں میں برابر ہوتا تھا،مسلمانوں کو وفد کے دورہ سے جس میں خود حضرت مولانا شریک رہتے تھے، دینی ودنیوی فائدے حاصل ہوتے تھے، مذہبی باتیں معلوم ہوتی تھیں، دینی معلومات میں اضافہ ہوتا تھا،مراسم قبیحہ اور عقائد فاسدہ کا ازالہ فرماتے تھے،لوگوں کے باہمی جھگڑوں کو طے کر کے ان کو باہم ملا دیتے تھے،اس سے لوگ باہمی بغض وخصومت سے بچتے اور اخراجات کی زیر باری سے محفوظ ہو جاتے تھے" ایک دوسرے موقع سے وفد کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے بھی انہوں نے واضح کیا ہے کہ ہنگامی طور پر سماج کے اصلاحی پہلو پر قابو پانے میں بھی وفد کی خدمات ناقابل انکار ثابت ہوتی ہیں۔چنانچہ وہ اسی پس منظر میں لکھتے ہیں:" تحریک خلافت کے زوال کے بعد ملک میں جو فتنہ وفساد پھیلا اور شدھی سنگٹھن کی تحریک شروع ہوئی اور ملک کے مختلف حصوں میں ارتداد کی وبا پھیل گئی،اس کے روکنے میں حضرت مولانا (محمد سجاد) نے امارت شرعیہ کے کارکنوں سے کام لینے کے علاوہ خود بھی حصہ لیا، ملکانہ (گاؤں) میں خود دورہ کر کے تبلیغی کام انجام دیئے،امارت کے متعدد مبلغین کو وہاں متعین کر کے ان سے دفع ارتداد اور تبلیغ واصلاح کا کام انجام دلایا،صوبہ بہار کے گدیوں اور بھانٹوں میں جب ارتداد کی وبا پھیلی تو ضلع چمپارن میں گدیوں کی اصلاح کے لیے اور ضلع سارن میں بھانٹوں کی اصلاح کے لیے (وفد کے ساتھ) خود بھی دورہ کیا" (مفکر اسلام مولانا محمد سجاد.....ص:240/41)

امارت شرعیہ کے اراکین وفد کے ذریعہ اس کے دور اول میں ہنگامی طور پر جو اصلاحی کام ہوئے، اس کی ایک مختصر رپورٹ سے بھی وفد کی آمد وخدمات سے اس کی اہمیت وضرورت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے:

امارت شرعیہ کے کارکنوں کی تبلیغ واصلاح سے کم سے کم تین ہزار اشخاص کفر کے حلقہ سے نکل کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے،کم سے کم پچیس ہزار افراد ارتداد کی لعنت سے محفوظ ہو گئے، ہزاروں مسلمانوں نے مراسم شرک سے نجات پائی، ہزاروں مسلمان عقائد فاسدہ سے تائب ہوئے۔ ہزاروں مسلمانوں کے جھگڑوں کو مٹا کر ان کو متحد کر دیا۔ مدارس ومکاتب قائم کر کے علم کی روشنی پھیلائی اور تعلیم دے کر نجات کا راستہ بتایا۔سیلاب، زلزلہ اور دوسری مصیبتوں کے وقت مسلمانوں کی امداد واعانت فرمائی" (حوالہ بالا،ص:253)

بہر حال! امارت شرعیہ کے موجودہ اکابرین نے "وفود" کی روانگی کی روایت آج سو سال بیت جانے کے بعد بھی قائم رکھا ہوا ہے، امارت کا یہ طریقہ بے مثال بھی ہے اور منفرد بھی امارت بہر صورت ملی وسماجی کام کے اپنے اس انداز کو مضبوطی سے تھام کر ملت اسلامیہ کے تحفظ واستحکام کے لئے مبارک خدمات انجام دے رہی ہے۔سماج ومعاشرے کی انہیں ضرورت واہمیت کے پیش نظر کمزور وغریب اور آفات سے متاثرین کی امداد کے لئے امارت شرعیہ میں قیام کے ابتدائی دور سے ہی بیت المال کا نظام قائم ہے،تاکہ ہماری رقوم بھی وہاں جمع ہوں اور مصیبتوں میں انسانیت کی مدد کے لئے ہمارا یہ مال کام آسکے،ان وفود کے ذریعے ہی نظام بیت المال کو مستحکم کرنے کا سلسلہ بھی رہتا ہے،تاکہ علاقوں میں پہنچ کر امیر وغریب ایک ایک بندے تک امارت کے پیغام کو پہنچایا جائے،وہاں کی زمینی صورت حال سے واقفیت حاصل کر امارت شرعیہ کے اعلی ذمہ داران کو مطلع کیا جائے اور صاحب حیثیت احباب سے بیت المال کے لئے تعاون اکٹھا کیا جائے جس سے،مکاتیب دینیہ کے فروغ،ضرورت مندوں کے تعاون او سماج کی مختلف جہتوں سے فلاح وبہبود کی راہ میں مدد ملتی ہے۔ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کے وفد کا پرجوش استقبال کریں،ان کے پیغام کو سنیں،ان سے جڑیں، بیت المال کو مستحکم کرنے، ایمان وعقائد کی اصلاح کی دعوت دینے اور امارت شرعیہ کے پورے نظام کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے جان مال وقت اور افرادی قوت کے ساتھ ان کے شانہ بشانہ کھڑے رہنے کا ہمیں عزم مصمم کرنا چاہئے۔امارت شرعیہ کا یہ امتیاز ہے کہ وہ سال بھر مسلمانوں کے رابطے میں رہتی ہے، جب جہاں کا تقاضا سامنے آتا ہے وہاں اپنے مبلغین، محصلین اور نقباء و وفود بھیج کر مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے کی پوری کوشش کرتی ہے، یہاں کے اکابرین اور وابستہ افراد، اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بخوبی نبھاتے ہوئے ہنگامی حالات میں اضافی امور کو بھی باعث خدمت وسعادت سمجھ کر انجام دینا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور اسی جذبے سے وہ دوران سفر کہیں کسی سے الجھے بغیر مشکلات کو صبر وتحمل سے برداشت بھی کرتے ہیں اور مقاصد کی برآوری میں کہیں سے کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

موجودہ امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب اور نائب امیر شریعت مولانا شمشاد رحمانی صاحب مدظلہما، جہاں دیدہ، قابل اور سنجیدہ، ذکی وفہیم شخصیت کے مالک ہیں، معاملے کو پرکھنے، افراد کو سمجھنے اور مسائل سے روبرو ہونے میں تجربہ رکھتے ہیں، فکر سجاد براہ راست ورثے میں ملا ہے، اس لئے دینی، ملی، شرعی وسماجی امور میں امارت شرعیہ کے فکری وعملی مزاج ومنہاج ان کے شب وروز کی جد وجہد سے جھلکتا ہے، حال میں مبلغین کرام کی بڑی تعداد میں بحالی، دارالقضاء کا قیام، مکاتب دینیہ اور دینی ماحول میں امارت پبلک اسکول کا قیام، اندرون امارت نظم ونسق پر گرفت اور اپنے خورد وکلاں عملہ کے ساتھ سنجیدہ برتاؤ، یہ ساری چیزیں بتاتی ہیں کہ امارت کا دائرہ دن بدن پھیلتا جا رہا ہے اور خوب خوب پھیلے گا، اللہ پاک سے دعا ہے کہ امارت شرعیہ کی مرکزیت کو قائم رکھے اور عام مسلمانوں کا جو اس ادارے پر بھروسہ ہے، اللہ پاک ملت اسلامیہ کو اس پر مضبوطی بخشے۔

شہر اررریہ میں 29 نومبر 2022 کا اجلاس تاریخی ہوگا رانی گنج کی میٹنگ میں ذمہ داروں کا اظہار عزم

مورخہ 16/اکتوبر 2022 کو مدرسہ فلاح المسلمین عیدگاہ کربلا میدان رانی گنج ضلع اررریہ کے وسیع اور خوبصورت مسجد میں رانی گنج بلاک کے 23 پنچایت کے ذمہ داروں کی ایک میٹنگ زیر صدارت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ پٹنہ منعقد ہوئی، میٹنگ میں 29 نومبر 2022 کو شہر اررریہ میں امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی آمد اور اس موقع پر منعقد ہونے والے خصوصی تربیتی اجلاس واجلاس عام کی تیاری اور اس کی کامیابی کے لیے تعاون کے ہر پہلو پر غور ہوا صدر مجلس نے اپنے خطاب میں اجلاس کی اہمیت اور موجودہ حالات میں اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی، اور فرمایا کہ امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی نور اللہ مرقدہ کا 29 نومبر 2015 کو ہی اررریہ کی سرزمین پر انتخاب ہوا تھا، اس موقع پر ہونے والے اجلاس نے ایک سنہری تاریخ رقم کی تھی، اب اس سال 29 نومبر 2022ء کی تاریخ کو ان کے فرزند ارجمند مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی کے استقبال اور ان کے خطاب کو سننے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، یہ اجلاس صرف حضرت امیر شریعت کا استقبال نہیں بلکہ موجودہ وقت میں ملت کے جو اہم ترین مسائل ہیں اور جو فتنہ سامانیاں مدارس ومساجد، اوقاف اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف اور اس کی جان ومال کے تحفظ کے تعلق سے پیدا کی جا رہی ہے ان کو کس طرح روکا اور اس کے مضر اثرات سے کس طرح بچا جا سکتا ہے، ان پہلوؤں پر ملک کے ماہرین علم وفن اور ممتاز علماء کرام کا تربیتی اور معلوماتی خطاب ہوگا، نیز امارت شرعیہ کی تنظیمی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے طریقے اور نقباؤ نائبین نقباء امارت شرعیہ کو ان کی ذمہ داریوں سے واقف کرایا جائے۔حاضرین نے پورے جوش ایمانی کے ساتھ اس اجلاس کو تاریخی انداز میں کامیاب بنانے کا عہد کیا، تمام پنچایتوں کیلئے مالی تعاون پر اجلاس میں شرکت کی تحریک کے سلسلے میں ذمہ داران طے کئے گئے، جب کہ بلاک سطح کی بھی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جن میں جناب مفتی نعیم الدین صاحب ندوی، جناب مفتی دلشاد احمد صاحب نعمانی، جناب مسعود عالم صاحب، جناب محمد اشفاق چیئرمین صاحب جناب محمد اویس صاحب، جناب حاجی محمد عارف صاحب جناب حافظ حسیب صاحب، جناب قاری نعیم صاحب، جناب حافظ رفیق صاحب، جناب مولانا محمد قاسم صاحب، جناب مولانا دلاور صاحب، جناب حافظ محمد نعمان صاحب اور جناب مکھیا سرور صاحب کے نام شامل ہیں۔میٹنگ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، افتتاحی گفتگو ناظم مجلس مفتی نعیم الدین ندوی صاحب نے کی، قاضی شریعت اررریہ مولانا عتیق اللہ رحمانی نے استقبالیہ کلمات کہے، الحاج اکرام الحق صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی اررریہ اور مولانا شاہد عادل قاسمی سکریٹری استقبالیہ اررریہ نے اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے حوصلہ افزائی کے کلمات کہے، جناب مسعود عالم، جناب عارف حسین، جناب حافظ نعمان، اور جناب قاری توحید صاحبان نے اررریہ کے لیے اس اجلاس کے فیصلے پر حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی فیصل رحمانی، حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی مدظلہ کا شکریہ ادا کیا، جناب مفتی دلشاد احمد اور مدرسہ فلاح المسلمین کے ناظم جناب مولانا محمد شفیع صاحب نے حاضرین کیلئے شکریہ کے کلمات کہے، صدر مجلس کی رقت آمیز دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

مفتی جمیل الرحمٰن پرتاپ گڈھی

آج دنیا کے موجودہ نقشہ میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ صورت حال دکھائی دے رہی ہے، اس کو سامنے رکھ کر ہمیں یہ سوچنا پڑ رہا ہے کہ کیا قیامت سے پہلے مسلمانوں کے لئے قیامت برپا ہو چکی ہے، اور ''الکفر ملة واحدة'' نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ روئے زمین سے ہمیں بحیثیت مسلم نیست و نابود کر دیا جائے؟ کیا اسپین میں مسلمانوں کا جو حشر ہوا، وہ ہر جگہ ہمارے انتظار میں ہے؟

آج نہ صرف مغربی دنیا جو اپنے آپ کو حقوق انسانی کا سب سے بڑا علمبردار سمجھتی ہے، وہ ہمارے وجود سے نفرت کناں اور ہماری ہستی کو پسند نہیں کرتی؛ بلکہ مغرب کی یہ آگ کفر کے سارے بت کدے میں جل پڑی ہے، اور ہمارے خلاف ایسے جذبات بھڑکائے جا رہے ہیں، جس سے عام مسلمان اپنی زندگی میں ضیق محسوس کرنے لگا ہے۔ دنیا کے ہر خطہ میں عمداً غلط بیانیوں کا وہ دور چل پڑا ہے جس میں جھوٹ سچ، اور سچ جھوٹ میں تمیز اٹھ چکی ہے، ہر روز، جونہی آفتاب اپنا سرا و نچا کرتا ہے، اسی کے ساتھ ایک نئی مصیبت کی خبر میڈیا پیش کر دیتا ہے، لگتا ہے پوری دنیا میں اسلام مخالف طاقتوں نے مضبوطی سے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں، امریکہ اور یوروپ کو چھوڑیے، جن کو ہم اسلامی ملک، یا مسلمان ملک سمجھتے ہیں وہاں بھی صیہونیت، عیسائیت اور یہودیت نے باوجودیکہ ان میں بنیادی اختلاف ہے۔ ایک جٹ ہو کر اپنا اثر و رسوخ جما لیا ہے، اسلامی ممالک میں اصلاحات کے نام پر سنیما تھیٹر، قحبہ خانے اور عریانیت کی دھمک صاف سنائی دے رہی ہے۔ حد تو یہ ہے سعودی حکومت نے امام حرم کو صرف اس لئے پس زنداں کر دیا کہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے دیا۔ امریکہ، روس اور چین جن کا شمار با اثر ممالک میں ہوتا ہے، وہ اپنی مذہب دشمنی میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ جو من میں آتا ہے کر کے گزرتے ہیں، انہیں اپنی طاقت پر ناز ہے، خدائی طاقت کا ان کے یہاں کوئی تصور نہیں، ظاہر ہے جب کسی کو خالق کائنات کا خوف نہ ہو تو دوسرا کون اس کو ڈرا سکتا ہے۔ مذہب ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کو اعتدال و توازن بخشتا ہے، خوف خدا اور فکر آخرت ظلم و جور سے ہمیں باز رکھتا ہے، لیکن ان ملحدوں اور دہریوں کی زندگی میں ایسا کوئی خیال اور ایسا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اس لئے ظلم و ستم اور جور و جفا ان کے نزدیک جائز ہے اور کوئی ان کے دست و بازو پکڑنے کے لئے تیار نہیں۔

حالیہ دنوں میں ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ''اقوام متحدہ کے مطابق چین میں 10/لاکھ سے زیادہ ایغور مسلمان باشندوں کو گرفتار کرلیا گیا، بتایا گیا ہے کہ صوبہ سنکیانگ ایک بہت بڑے 'کیمپ' میں بدل چکا ہے۔ اقوام متحدہ کے ان دعوؤں کو بیجنگ حکومت تاہم مسترد کرتی ہے۔ اس کے بعد اقوام متحدہ کی نسل پرستی کے خاتمے کی کمیٹی کا ایک دو روزہ اجلاس شروع ہوا ہے، جس میں چین میں انسانی حقوق کی صورتحال پر بحث کی جا رہی ہے، اس اجلاس کے پہلے روز خاص طور پر ایغور نسل کو درپیش حالات پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔''

رپورٹوں کے مطابق چین کے سرحدی صوبہ سنکیانگ جہاں ترکی نسل یغور مسلمانوں کی اکثریت ہے، اس صوبہ میں اسلامی عبادات، نماز، روزہ، حج اور تلاوت قرآن پاک پر چین نے پابندی عائد کی ہے، کہا یہ گیا کہ اس سے علاحدگی پسندی کا مزاج بنتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دلیل میں کوئی جان نہیں ہے۔ مسلمان جہاں کہیں بھی رہتا ہے وہ وطن کی محبت اور اس کی سالمیت کو حرز جاں بنا کر رکھتا ہے۔ اس کے لئے قربانیاں دیتا ہے اور تاریخ میں وطن عزیز کے لے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے اور سر دار چڑھ جانے کی مثالیں نایاب و کمیاب نہیں، کثرت سے مذکور ہیں، سنکیانگ مسلمانوں پر اس فرمان کے نفاذ کے بعد چینی حکومت کے حوصلے بڑھے اور اس نے لنگیشیا میں خالص چینی نسل کے مسلمانوں پر جنہیں ''ہوئی مسلمان'' کہا جاتا ہے کہ سولہ سال کی عمر تک کے بچوں پر نماز، روزے اور اسلامی کتابوں کے مطالعہ پر پورے طور پر پابندی لگا دی ہے۔ اس پابندی کے نتیجے میں نئی نسل دین سے پورے طور پر بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ نئے امام کو سرٹیفکیٹ اور منظوری بھی نہیں مل رہی ہے۔ انہیں قومی پرچم لگانے کی بھی اجازت نہیں۔ تین سو مسجدوں سے لاؤڈ اسپیکر اتار لیے گئے ہیں۔ پوری کوشش اس بات پر صرف کی جا رہی ہے کہ کسی بھی طرح نئی نسل کے دلوں میں الحاد اور دین بیزاری کے بیج بو دیے جائیں۔ چین کے اشتراکی نظام کے ذریعہ اس کی ایسی آبیاری کی جائے کہ وہ آئندہ مذہب بیزار زندگی گذار سکیں۔

اسی طرح خود اپنے ملک کا بھی جائزہ لے لیجئے، یہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم و جور کی ایسی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں کہ اس کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، طلاق، نکاح، تعدد ازدواج، حلالہ، صرف یہی مسائل نہیں، جن کی غلط تعبیر، کورانہ نفرت اور ناحق کے غصہ کو یہاں بھڑکا رہی ہے بلکہ اب تو ہر ایک اسلامی شعار زیر عتاب ہو رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہم عورتوں کو گھروں میں مقید کر کے ان پر ظلم کرتے ہیں، انہیں زندگی کے حقیقی لطف سے محروم کر رکھا ہے، ان کو تو حسن اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ زینت محفل بن کر لوگوں کے لئے باعث تسکین بن سکیں، لیکن ہم نے ان کے اس حق کو پامال کر دیا ہے، عورتیں اپنے حقوق سے محروم ہو گئیں، ہم نے انہیں سیاہ پردے کے پیچھے دھکیل کر ان کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مذہب اسلام ایک شدت پسند مذہب ہے، جس نے پوری دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے، اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کی عدالتوں نے اسلام کے قوانین میں ترمیم کا اشارہ دے دیا ہے، ایک ساتھ تین طلاقوں کا دیا جانا غیر قانونی، حلالہ، جس کا ذکر بصراحت قرآن میں ہے، لائق سزا، مطلقہ کے لئے نان و نفقہ کا تعین خود عدالت کرے گی، یہ اور اس طرح کے دیگر احکام شرعیہ میں مداخلت کا سلسلہ دراز سے دراز ہوتا جا رہا ہے۔

نئی صورت حال یہ ہے کہ آسام میں این آر سی میں سارے شواہد ہونے کے باوجود ان کے نام کو شامل نہ کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ جن لوگوں کے نام فہرست میں ہیں، ان میں کئی ارکان اسمبلی اور پارلیمنٹ شامل ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ فخر الدین علی احمد سابق صدر جمہوریہ کا خاندان بھی غیر ملکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد بنگلہ دیش سے ہمارے ملک میں داخل ہوئی تو ہمارے سرحدی محافظ کہاں سو رہے تھے اور کیا اتنی بڑی تعداد میں ہمارے ملک میں غیر ملکیوں کی موجودگی ہمارے تحفظ، کارکردگی پر سوالات نہیں کھڑے کرتی۔

ہجومی تشدد نے ایک نئی قیامت کا آغاز کر دیا ہے، جس کو چاہو، جہاں چاہو، مار دو، جان لے لو، کوئی بولنے والا نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ قاتلوں کی ستائش اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ راجستھان کے جنونی قاتل، جس نے افروز کو قتل کیا، ویڈیو بھی بنائی اور پھر قتل کے بعد اس ویڈیوں کو وائرل کر دیا، جس پر انسانیت نواز لوگوں نے مذمت تو ضرور کی، لیکن ملک کے ایک خاص طبقے نے قاتل کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی؛ بلکہ اس کے نام بینک اکاؤنٹ کھلوا کر کروڑوں کی رقم جمع کرا دی۔

یہ ہے دنیا کے مختلف ملکوں اور ہمارے ملک میں مسلمانوں کے ساتھ کئے جانے والے مظالم کا ہلکا سا عکس، اس کے علاوہ ارض فلسطین اور برما کا حال نہ لکھنے کی تاب اور نہ ہی سننے کا حوصلہ، یہ ایسی المناک داستان ہے، جس کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، دردمند انسان جب اس بحر ظلمات کو دیکھتا ہے تو چیخ اٹھتا ہے، یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور دور کی نگاہ رکھنے والے اللہ والے جب اس منظر کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں، ایسے سخت حالات کے باوجود مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ چلے گئے جو اسلام کو اپنے ملک سے ختم کرنے کا حوصلہ لے کر اٹھے تھے، اسلام باقی ہے، مسلمان زندہ ہے اور قیامت تک روئے زمین پر اس کا وجود باقی رہے گا اور جس دن روئے زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہیں رہے گا، قیامت آجائے گی۔ اسلام مخالف طاقتوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ اس روئے زمین پر اگر آبادی اور شادابی ہے تو اللہ کے نام سے ہے، جس دن یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی، ان کا رویہ بدلے گا اور دنیا ایک نئے انقلاب سے دوچار ہوگی، اور یہ مفروضہ اور خوش خیالی نہیں ہے، اقبال نے اس تاریخی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اس معرکۂ رست خیز میں جہاں مسلمانوں اور اسلام کو مٹا دینے کی پیہم کوششیں کی جا رہی ہیں، تو کیا ان کی اس روش سے اسلام پر کچھ دھبہ آسکتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں! اسلام کبھی بھی فنا نہ ہوگا، آفتاب فنا ہو جائے گا، ماہتاب فنا ہو جائے گا، مگر اسلام کا نور چمکتا رہے گا۔ اسلام! باوجود مسلمانوں کے شکست کھانے کے بعد بھی بڑھ رہا ہے، اور بالفرض اگر مسلمان اسلام سے دستبردار بھی ہو جائیں، تب اسلام زندہ رہے گا، خدا ضرور کوئی دوسری قوم پیدا کرے گا، جو اس کے نام اور اس کے اسلام کی عزت کو برقرار رکھے۔

آپ اپنی کمر ہمت چست کر لیجئے، اور بے دینی کا چڑھا ہوا خمار اتار پھینکئے، اور سچے، پکے مسلمان بن کر زندگی گزاریئے، دنیا کو ثابت کر دیجئے کہ مسلمان قوم اور ان کا مذہب پورے عالم کے لئے مفید سے مفید تر ہے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ اگر مسلمان، مسلمان ہو جائیں تو پھر وہ اس عروج اور مرتبہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں گے، جس پر وہ کبھی پہنچے تھے۔ مسلمانوں کے ہر مرض کی دوا اسلام ہے، ہم کو اس مغربی تہذیب کی ضرورت نہیں ہے، ہم کو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں ہے، ہم کو اس نئی معاشرت کی بھی ضروری نہیں ہے، ہم کو ''ترقی یافتہ'' ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں، کیا ہم اس وقت برے تھے جب ہمارے غریب بھائی، بادشاہوں کے دربار میں اپنے پھٹے کپڑوں میں جا کر انہیں مبہوت کر دیتے تھے؟ اور کیا ہم اس زمانہ میں برے تھے، جب ہمارا امیر اونٹ کی مہار پکڑے اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے، بیت المقدس جیسی باعظمت اور عیسائیوں کے محبوب مقام کی فتح کے لئے داخل شہر ہو رہا تھا، ہم اس وقت کیا برے تھے جب ہمارا ہر فرد راہِ خدا میں مجاہد تھا؟ اور جب ہم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے، جس سے ہم نے ایک تو روحانی طاقت سے اوہام باطلہ کو فنا کر دیا تھا، اور دوسری طرف مادی راحت کی ضروری چیزیں فراہم کر لی تھیں۔ کیا ہمارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں ہم کو چست سے چست کام کرنے میں مانع ہوتی تھیں؟ کیا ہم انہیں عماموں میں فرانس اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے؟ کیا ہماری اس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ زندگی کے طور طریقے نہیں سکھا دیا تھا؟ کیا عورتوں کی حرمت کرنے، یتیموں اور بیکسوں کی مدد کرنے میں ہم سے کوئی دوسری قوم بڑھ سکتی تھی؟ کیا ہمارا سادہ اور قرآنی قانون ہماری ہر ضرورت کے لئے کافی نہیں ہو گیا تھا؟ پوری دنیائے انسانیت میں، سیاسی و مادی ترقی کے باوجود کوئی ایسی حکومت قائم ہو سکی ہے، جو مساوات، حریت، اخوت کے اصولوں پر اس مضبوطی اور خوبی سے قائم ہوئی ہو، جیسی حضرت عمرؓ کے وقت میں تھی؟ نہیں! نہیں! تو کان کھول کر سن لیجئے ہم کو کچھ نہیں چاہیے سوائے اسلام کے، ہمارے ہر مرض کی دوا اسلام ہے، اسلام کا ہمارے اوپر کس قدر احسان ہے؟ ہم اسلام سے پہلے کیا تھے؟ جانور۔ اسلام نے ہم کو کیا بنا دیا؟ انسان۔ دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی؟ تماشہ گاہ، اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا؟ دار العلم والعمل۔ جب مسلمانوں میں اسلام کی محبت رہی۔ جب تک انہوں نے اسلام کی سچی اور دل سے پیروی کی، اس وقت تک انہوں نے زوال نہیں دیکھا۔ وہ آپس میں بھی لڑے، انہوں نے ظلم بھی کیا؛ لیکن جب تک ان کا عقیدہ بچا رہا، جب وہ باوجود ذاتی عناد اور بشری کمزوریوں کے اسلام کے دلدادہ رہے، اس کے اصولوں کا احترام کرتے تھے، اس وقت تک انہوں نے نیچا نہیں دیکھا۔ اسلام نیچا دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے۔ اس کی ساخت ہی صناع عالم نے ایسی رکھی ہے کہ ہر چیز سے بالا اور بلند رہے، جس شخص میں اسلام کی روح ہے وہ پست نہیں ہو سکتا، اس کی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی۔ روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی۔ کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اڑا سکتا ہے؟ کیا وہ قوم جس میں اسلام کی روح ہو، توپ و تفنگ سے فنا کی جا سکتی ہے؟ نہیں! مگر چاہیے تو اسلام کی روح، اگر وہ نہیں تو کچھ نہیں، مسلمان اسلامی روح کے ساتھ افضل الناس ہے، مسلمان میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب ہو جائیں گے، اگر ان میں اسلامی روح ہے تو وہ کسی طاقت ور سے طاقتور قوت سے بھی مغلوب نہ ہوں گے، تو آیئے آج ہی ہم عہد کریں کہ ہم مسلمان بن کر اسلامی روح کے ساتھ زندگی گزاریں گے۔

حضرت مولانا محمد عثمان غنیؒ کے اداریئے

مولانا رضوان احمد ندوی معاون ایڈیٹر

جنگ آزادی کے عظیم مجاہد، اردو کے کہنہ مشق ادیب وصحافی اور صاحب فضل وکمال عالم دین وفقیہ حضرت مولانا مفتی شاہ محمد عثمان غنیؒ (۱۸۹۶۔۱۹۷۷ء) سجادہ نشیں خانقاہ برہانیہ دیورہ ضلع گیا کو قدرت نے قابل صد شکر نعمتوں سے نوازا تھا، وہ صاحب فکر بھی تھے اور صاحب سیرت بھی، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے اعلیٰ درجہ کے منتظم کار تو تھے ہی، ساتھ ہی وہ فتویٰ نویسی بھی کرتے تھے، ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ کے مدیر اعلیٰ بھی تھے، یہ سب گونا گوں رنگ ان کی زندگی کے مرقع میں نمایاں تھیں، جب آپ نے ۱۹۱۸ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے تو بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کے دست راست بن کر ملی وتحریکی سرگرمیوں میں شامل ہوگئے اور جب حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نے ۱۹۲۱ء میں امارت شرعیہ کی داغ بیل ڈالی تو انہوں نے عہدۂ نظامت کی ذمہ داری آپ پر ڈالی، جہاں دو سال تک اس منصب پر فائز رہے، اس کے بعد دارالافتاء امارت شرعیہ میں فتاویٰ نویسی پر مامور ہوئے، پھر جب اکابر امارت شرعیہ نے ملت کی رہنمائی اور پیغام رسانی کے لیے جریدہ امارت کی اشاعت وترویج شروع کی تو آپ اس کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے، جس میں ان کے اداریے تین چار حصوں میں منقسم ہوا کرتے تھے، ان میں سے ایک دو مسلمانوں کی ملی ومذہبی، تعلیمی اور سماجی زندگی کے اجزاء وعناصر پر مشتمل ہوتے وہ قومی یکجہتی پر لکھتے اور امارت شرعیہ کی ملی خدمات جیسے مختلف النوع مسائل پر ان کے فکر انگیز اداریے ہوا کرتے تھے، انہوں نے برطانوی حکومت کے ظلم واستبداد پر متعدد اداریے بے باکانہ انداز میں لکھے، اگرچہ انہیں اس بے باکانہ اداریہ کی وجہ سے بعض دفعہ مقدمہ کی صعوبتیں جھیلنی پڑی، مگر انہوں نے کبھی بھی ضمیر کا سودا نہیں کیا، آپ نے ۱۸/مئی ۱۹۲۶ء میں انگریزوں کے خلاف ''حکومت برطانیہ اور مسلمان'' کے عنوان پر ایک اداریہ لکھا، جس میں انگریزوں کے جارحانہ رویوں پر سخت تنقید کی، یہ تنقید حکومت برطانیہ کے لیے ناقابل برداشت بن گئی، اس نے اس شمارہ کو ضبط کرلیا، اور مولانا پر ملکی بغاوت کی دفعہ الف ۱۲۴/ کے تحت مقدمہ کردیا، شواہد ودلائل گذرتے رہے اور آخر میں نچلی عدالت نے آپ کو ایک سال محض قید اور ۵۰۰/روپئے جرمانہ عائد کردیا، جرمانہ ادانہ کرنے کی صورت میں ۶/ماہ مزید قید محض کا حکم سنایا، آپ جیل تک گئے، ادھر اس مقدمہ کی اپیل عدالت عالیہ میں کی گئی جہاں ایک ماہ جیل میں گذارنے کے بعد ضمانت پر رہا ہوگئے، قید وبند کی صعوبتیں جھیلنے کے باوجود آپ کے پائے استقامت میں تزلزل پیدا نہیں ہوا، جرأت وبے باکی کے ساتھ حق وصداقت کی آواز بلند کرتے رہے، چنانچہ ابھی جیل سے رہائی کو ایک ہی سال کا عرصہ گذرا تھا کہ بتیا چمپارن میں ہولناک فساد ہوگیا، مولانا نے اپنے اداریہ میں فساد کے رازہائے سربستہ کو افشا کردیا اور کھل کر شرپسندوں کی مذمت کی، حکومت برطانیہ پر یہ گراں گذرا، اس نے مولانا پر دفعہ ایف ۱۵۳/ کے تحت مقدمہ کردیا، بیرسٹر علی امام نے مقدمہ کی پیروی کی؛ تاہم عدالت نے ایک سال قید اور ۲۵۰/روپئے جرمانہ لگایا، ماہر وکلاء کی ٹیم نے مقدمہ کے قانونی نکات اور فیصلوں کے عدم توازن پر پوری قوت کے ساتھ بحث کی، جس کے نتیجہ میں ایک روز جیل میں رہنے کے بعد پھر ضمانت پر رہا ہوگئے، تیسری مرتبہ بھی مولانا کو انہیں مرحلوں سے گذرنا پڑا، اس کے بعد ہمارے بزرگوں نے جریدۂ امارت کی جگہ نقیب کے نام سے نکالنے کا فیصلہ کیا اور بعض سیاسی مصالح کے پیش نظر مدیر کی حیثیت سے جناب صغیر الحق کا نام شائع کیا؛ لیکن اس پر اداریئے مولانا ہی کے قلم سے ہوا کرتے تھے، پھر جب ملک انگریزوں کے غلبہ اور تسلط سے آزاد ہوا اور یہاں جمہوری نظام کی بالادستی قائم ہوئی تو اس کے چند سالوں بعد یعنی ۵/اپریل ۱۹۴۹ء سے نقیب کی پیشانی پر مدیر کی حیثیت سے آپ کا نام شائع ہونے لگا، جس پر بڑی بے باکی، ایمانداری اور غیر جانبداری سے اظہار رائے فرماتے رہے، جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے تھے خود کو اس سے اچھی طرح واقف کرالیتے تھے، تب بڑے وثوق اور ذمہ داری سے نہایت دیانت داری سے لکھتے تھے، انہوں نے کبھی مبالغہ آرئی سے کام نہیں لیا، ان کے اداریے کی سب سے بڑی خوبی؛ بلکہ بنیادی وصف اعتدال وتوازن تھا، کبھی جذبات کی رو میں نہیں بہتے؛ بلکہ وہ ہر پہلو سے کسی مسئلہ یا بات پر غور کرتے اور توازن کے ساتھ نتائج کا اظہار کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں دل میں بیٹھ جاتی تھیں، دوسرے یہ کہ ان کا اسلوب شگفتہ، جاندار اور مؤثر ہوا کرتا تھا انہوں نے گنجلک اداریے لکھنے سے گریز کیا، اس لیے ان کی تحریر صاف، سادہ، رواں اور سبک رہتی تھی، انہوں نے ایک موقع پر مسلمانوں کو اپنے وقار بلند کرنے کا درس دیتے ہوئے ایک اداریہ لکھا جس کا عنوان تھا ''مسلمانوں کے لیے درس عبرت'' اس میں آپ نے فرمایا کہ ''زندہ قوموں کے لیے ہر چیز میں درس عبرت ہے، اور وہ دنیا کی ہر چیزوں سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں، مسلمان بھی اپنے عروج کے زمانہ میں ہر شئے سے بصیرت حاصل کرتے تھے، دنیا کے حوادث ووقائع سے عبرت پکڑتے تھے، مگر اب ہم مسلمانوں کے قلوب مفلوج ہوگئے ہیں، دنیا کی رفتار وحوادث وواقعات سے ان میں ذرا بھی حس نہیں پیدا ہوتی'' (اداریہ امارت ۱۳۴۵ھ) درحقیقت انسانی زندگی میں حالات اور حادثات سنبھلنے اور عبرت حاصل کرنے اور روش میں تبدیلی لانے کے لیے پیش آتے ہیں، ماضی میں مسلمانوں نے اپنے عہد کے حالات سے سبق لیا اور آگے کی منزلیں طے کیں، مگر اب مسلمانوں کے دلوں پر غفلت کا ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ وہ نہ تو ان سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے طرز عمل میں تبدیلی لانا گوارا کرتے ہیں، اور یقین مانیے کہ آج سے ۸۰/۷۰ سال قبل اس مرد درویش نے جس طرح حالات کا تجربہ کرکے مسلمانوں کو نئی منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھنے کی ترغیب دی، ایسا لگتا ہے کہ یہ اداریہ آج کے ماحول میں لکھا گیا ہے۔

اسی طرح ملک کی آزادی کے بعد بڑی تعداد میں بہار کے مسلمان ہجرت کرکے پاکستان چلے گئے، جہاں وہ مہاجر کہلاتے ہیں، ادھر ان کے اثاثوں اور مکانوں پر یا تو مقامی لوگوں نے قبضہ جمالیا یا حکومت نے اسکوائر کرلیا، لیکن مساجد ومقابر ویران ہوگئے، مولانا نے اس موضوع پر بہار کی سطح پر ریاستی حکومت کو اس کی حفاظت کے لیے قانون سازی پر آمادہ کیا اور لکھا کہ صوبہ کے سینکڑوں مواضع ایسے ہیں جہاں اب مسلمان نہیں رہے، لیکن ان میں بڑی پختہ مسجدیں ہیں جن کی حفاظت حکومت کو کرنی چاہئے اور قانون بنانا چاہیے، اس لیے ہم حکومت بہار کو توجہ دلاتے ہیں کہ ان تمام بستیوں کی مسجدوں کو شمار کرائے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری اس گاؤں کے لوگوں کے سپرد کرے (اداریہ اکتوبر ۱۹۵۲ء) اس طرح انہوں نے حق کی آواز بلند کرنے میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا، ہمیشہ بے باکانہ انداز میں اپنے موقف کو واضح کیا، جب ۱۹۵۲ء میں حکومت بہار نے جماعت اسلامی کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کا حکم نامہ جاری کیا تو مولانا نے اس پر سخت احتجاج کیا اور اپنے اداریہ میں لکھا کہ ''حکومت بہار کو سمجھنا چاہئے تھا کہ جماعت اسلامی آل انڈیا جماعت ہے، جس کا مرکز یوپی کا شہر رام پور ہے (اس زمانہ میں جماعت اسلامی کا مرکزی دفتر رام پور میں تھا) اگر جماعت اسلامی کا کوئی عمل غیر قانونی ہوتا تو حکومت ہند کو اس پر پابندی عائد کرنی چاہئے تھی اور اگر اس نے کسی وجہ سے نہیں کیا تو حکومت یوپی جو اپنی مسلم دوستی میں کافی نیک نام ہے وہ پابندی عائد کرنے سے کب چوکتی، حکومت بہار جو جمہوری اور لادینی اصول کو نباہنے کی کوشش کرتی ہے اس سے جماعت اسلامی کے خلاف اس اقدام کو غلط فہمی قرار دینے کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا، اس لیے ضرورت ہے کہ حکومت بہار اپنے حکم کو واپس لے اور اس کے اسباب کی بھی تحقیقات کرے کہ ایسا حکم کیوں جاری ہوا؟ تاکہ آئندہ غلطیوں کا انسداد ہوسکے (اداریہ فروری ۱۹۵۳) اس اداریہ نے ایوان حکومت کو سوچنے پر مجبور کردیا اور اس کو اپنا آرڈر واپس لینا پڑا، اس طرح مولانا قوم وملت کے احساسات وجذبات کی ترجمانی اپنے اداریئے میں خوبصورت انداز میں کرتے رہے، ان کا انداز بیاں نہایت ہی واضح اور صاف ستھرا ہوتا تھا، اس لیے نقیب کے قارئین اس کا بے صبری سے انتظار کرتے تھے، شوق سے پڑھتے اور آنکھوں سے لگاتے تھے، نقیب اور اس کے اداریے کہ یہ روایت آج بھی قائم ہے، کاش کوئی نقیب کی فائلیں دیکھ کر مولانا کے اداریئے نکال کر قابل اشاعت حصہ کو کتابی شکل میں شائع کردیتا، ایسا ہوتا تو یقیناً انہیں صحیح خراج عقیدت پیش کیا جاسکتا

بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو ☆☆☆ ایسا کچھ کرکے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

بہر حال حضرت مولانا ہمیشہ بے باک ونڈر، حقیقت پسند اور مخلص اہل قلم کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔

(بقیہ صفحہ اول)

حضرت امیر شریعت ثامن مدظلہ کی صدارت میں منعقد اس سیمینار نے ایک تاریخ رقم کی ہے اور حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ پر دو دہائی قبل منعقد ہونے والے سیمینار کے بعد امارت شرعیہ کی جانب سے منعقد ہونے والا کسی شخصیت پر یہ دوسرا سیمینار رہے۔ اردو صحافت کے دو سو سال مکمل ہونے کے موقع سے مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد کے رفیق کار پر منعقد ہونے والا یہ سیمینار را یک آغاز ہے، جس سے طویل وقفہ کے بعد دوسرے اکابر پر سیمینار کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ سوشل میڈیا، پورٹل، اخبارات اور الکٹرونک میڈیا نے اس سمینار کی خبروں کو نمایاں طور پر نشر کیا، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی اجازت کے بعد مقالات کتابی شکل میں بھی پیش کیئے جائیں گے۔

حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی دلچسپی سے مولانا سجاد میموریل اسپتال بھی پورے طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہے، یہاں شعبہ دندان میں رات کی خدمات کا اضافہ کیا گیا، کاموں کے ڈیجیٹل اور آن لائن طریقہ کار کو فروغ دیا گیا۔

ڈاکٹر عثمان غنی میموریل گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ ہارون نگر میں پارامیڈیکل کے شعبہ کا آغاز جلد ہی ہونے والا ہے، دار العلوم الاسلامیہ میں نصابی کتابوں کے ساتھ مختلف مذاہب کے مطالعہ کی شروعات ہوئی، اس ایک سال میں مختلف جگہوں اور ذیلی اداروں میں تعمیری کام کیے گئے اور ضرورت کے مطابق ان کی تزئین اور آرائش بھی ہوئی۔

اس کے علاوہ مختلف عناوین سے بہار اور بہار سے باہر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے خطابات نے امارت شرعیہ کے استحکام اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں اہم رول ادا کیا۔ سفر اب بھی جاری ہے، ہمیں حضرت کی صحت وعافیت کے ساتھ درازی عمر اور کام کے تسلسل میں مزید وسعت کی دعا کرنی چاہئے۔

مدرسہ اصلاح البنات مع ہوسٹل

مقام: سوبھن، ڈاکخانہ لال شاہ پور، ضلع دربھنگہ، (بہار) پن: ۸۴۶۰۰۵

Madrasa Islahul Banat With Hostel

At-Sobhan,P.o-LalShahpur,Distt-Darbhanga-846005

مدرسہ اصلاح البنات لڑکیوں کا مشہور و معروف اقامتی ادارہ ہے جس میں درجۂ حفظ، قرأت، عالمہ کورس، وسطانیہ، فوقانیہ اور مولوی کی پڑھائی کے ساتھ عصری تعلیم، نرسنگ (پانی چڑھانا، بی پی جانچنا، شوگر جانچنا، انجکشن لگانا وغیرہ) کمپیوٹر، سلائی، کڑھائی وامور خانہ داری کی تربیت کا اسلامی ماحول میں عمدہ نظم ہے، اس ادارہ کے عزائم میں یہ ہے کہ اس کے ذریعہ قوم کی بچیوں کے اندر اتنی صلاحیت پیدا کی جاسکے جس سے وہ قرآن و حدیث کو سمجھیں اور اس سے استفادہ کے قابل بن سکیں، عصری تعلیم کے میدان میں قوم کی بچیاں نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں اور معاشرہ میں وہ ایک باشعور بیٹی، وفادار بیوی، باحیا بہن اور ایک باوقار ماں کا کردار ادا کرسکیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کی خواہشمند طالبات اور معاونین دیئے گئے پتہ پر خط وکتابت یا مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز احمد

ناظم مدرسہ ھٰذا وسابق چیئر مین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ

رابطہ نمبر: 7761916266/9431063286

جنگ یرموک میں صحابہؓ کی شجاعت و بہادری

حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد خلافت میں کئی اہم جنگیں ہوئیں، ان میں یرموک کی جنگ بھی ہے جو ۵/رجب ۱۵ھ مطابق ۶۳۶ء میں ہوئی، اس کا پاس منظر یہ ہے کہ جب شہنشاہ ہرقل کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانوں نے حمص، رستن اور شیرز کو فتح کرلیا ہے، نیز وہ ہدایا جو والئی حمص کے لئے روانہ کئے گئے تھے، وہ بھی انہوں نے راستہ میں ہی چھین لئے ہیں، یہ سن کر اسے سخت رنج ہوا اور وہ ان فوجوں کا جو اقصائے بلا دروم سے اس نے اپنی مدد کے لئے طلب کی تھیں، انتظار کرنے لگا، تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کے پاس اس قدر لشکر جمع ہوگیا کہ اس کا طول انطا کیہ سے لے کر رومۃ الکبریٰ تک مسلسل چلا گیا تھا، اس نے اس میں سے ایک لشکر مرتب کر کے قیساریہ یعنی ساحل شام کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ صور، اعکار، طرابلس، بیروت اور طبریہ کی حفاظت کر سکے، دوسرا بیت المقدس کی جانب اس کی حفاظت کی غرض سے بھیجا اور خود قوم ماہان ارمنی کی جو ملک ارمن کی قیادت میں تھی انتظار کرنے لگا، والئ ارمن نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اس قدر فوج جمع کی تھی کہ کسی دوسرے بادشاہ نے اتنی تیار نہیں کی تھی، آخر کچھ دنوں کے بعد والئ ارمن بھی اپنی جمعیت کو لے کر ملک ہرقل کی طرف چلا اور جس وقت یہ قریب پہونچ گیا تو ملک ہرقل خود بہ خود بہ نفس نفیس ارباب دولت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے نکلا۔

ہرقل تمام افواج کے سربراہوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک سوال کر کے اس کا جواب لوں، کیا آپ حضرات مجھے اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ والیان ملک اور اعیان سلطنت نے کہا کہ آپ جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔

اس نے کہا اس زمانے میں تمہارے برابر کسی کی تعداد نہیں، عربوں سے مدد اور کمک کے اعتبار سے تم بڑھے ہوئے ہو، فوجیں تمہاری زیادہ ہیں، شجاعت، بطالت، ڈیل ڈول میں تم ان سے زائد ہو، قوت وعظمت میں وہ تمہاری برابری نہیں کر سکتے، پھر یہ شکست پر شکست اور ہزیمت پر ہزیمت کیسی؟ حالانکہ تم وہی ہو کہ جن کی سطوت اور دبدبہ سے ترک، فارس اور جرامقہ کانپا کرتے تھے اور تمہاری حرب وضرب سے ان کے بدنوں میں لرزہ پڑ جایا کرتا تھا، تمہاری طرف انہوں نے کئی مرتبہ رخ کیا، مگر ہمیشہ منہ کی کھا کر انہیں تمہارے مقابلہ میں بھاگنا پڑا، اب کہاں گئی تمہاری وہ عظمت اور کہاں چلی گئی وہ شان وشوکت اور کیا ہوئی وہ سطوت۔ وہ عرب جو ایک ضعیف الخلقت اور ننگی بھوکی قوم تھی، جس کے پاس نہ آدمی تھے، نہ ہتھیار، وہ غالب آ گئے، بصرہ اور حوران میں تمہیں مار کر ناک چنے چبوا دیئے، اجنادین، دمشق، بعلبک اور حمص میں گھس کر مغلوب کردیا، کہتے ہیں کہ بادشاہ کے یہ الفاظ سن کر سب خاموش ہوگئے اور کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔

پھر روم کے ان سرداروں نے شاہ ہرقل سے کہا کہ اب ہماری مدد کے لئے اس وقت اتنا لشکر جمع ہوگیا ہے کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس اتنا کبھی جمع نہیں ہوا، نیز ہم خود عربوں سے لڑیں گے اور کارزار جنگ میں پورے استقلال کے ساتھ کام کریں گے، ممکن ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہماری مدد کریں اور اگر ہم مغلوب ہی ہوگئے تو ہماری نجات ہو جائے گی، آپ عزم بالجزم کر کے پہلے جسے آپ چاہیں ہراول بنا کر روانہ کر دیجئے، پھر ہمیں حکم دیجئے ہم عربوں کی طرف بڑھیں گے۔

بادشاہ یہ سن کر خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ روم کے پانچ بادشاہوں کے زیر کمان یہ لشکر روانہ کیا جائے، چنانچہ سب سے اول اس نے سنہرے ریشمی کپڑے کا ایک نشان جس کے سر پر جواہر کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی تیار کر کے قناطیر (قناطر) والئ روس کے سپرد کیا اور ایک لاکھ قوم مقابلہ وغیرہ کے جوان اس کے ماتحت کر کے اسے خلعت دی اور پٹکا اس کی کمر میں باندھ کر روانگی کے لئے تیار کردیا، اس کے بعد ریشمی جھنڈا، جس کے سرے پر سبز زبرجد کی صلیب لٹکائی گئی تھی اور جس میں سونے کے دو شمسے (یعنی آفتاب کی شکل کے دو نشان) لگے ہوئے تھے، بنا کے جرجیر والئ عموریہ وانگورہ (ملوریہ) کے سپرد کیا اور پٹکا اور خلعت عنایت کر کے ایک لاکھ رومی قوم فرانہ نیز تمام اقوام روم اس کے سپرد کئے، تیسرا پھریرا دستری الملون کا جس پر سونے کی صلیب تھی دیرجان والئ قسطنطنیہ کو اس کی کمان میں ایک لاکھ مغل، فرنگی اور قلن دے کے پٹکے اور خلعت کے ساتھ دیا، دیباج سیاہ کا چوتھا علم قوریر کے لئے تیار کیا اور اس کو بھی ایک لاکھ دوقس، ارمن اور مغلیہ کی فوج دے کے اس کے سپرد کردیا، پانچواں نشان جو درو جواہر سے مرصع تھا اور جس میں سونے کا دستہ اور یاقوم احمر کی صلیب لٹکی ہوئی تھی، ماہان (باہان) والئ ارمن کو جسے بادشاہ اس کی شجاعت اور تدبیر کی وجہ سے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا اور یہ عساکر فارس اور ترکوں کو چند مرتبہ شکست دے چکا تھا دیا گیا جس وقت بادشاہ نے اس کے واسطے نشان تیار کیا تو خود اپنے کپڑے خلعت میں دیئے پٹکا (کمر بند) کمر سے باندھ کے وہ گلوبند جو سوائے بڑے بڑے بادشاہوں کے اور کوئی نہیں پہن سکتا، اسے پہنایا اور کہا باہان! میں تجھے اس تمام لشکر کا سپہ سالار اعظم (کمانڈر انچیف) مقرر کرتا ہوں، تیرے سامنے کسی کا حکم نہیں چلنے کا بلکہ یہ تمام کمانڈر تیرے حکم کے ماتحت ہوں گے، اس کے بعد قناطیر، جرجیر، دیرجان اور قوریر کو جو اس لشکر کے دوسرے سردار تھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری فوجیں اور صلیبی نشان باہان کے علم کے ماتحت ہوں گے، تم کوئی کام بغیر اس کی صلاح ومشورہ کے نہیں کر سکتے بلکہ ہر کام کے لئے اس کی منظوری حاصل کرنی ہوگی، عرب کو جہاں کہیں ہوں تلاش کر کر کے انہیں اس کے کیفر کردار کا مزہ چکھا دو، بزدلی کو پاس نہ آنے دو اور اپنے دین قدیم اور شرع مستقیم کے لئے ان سے خوب دل کھول کر لڑو، جانے کے لئے چار راستے مقرر کرلو، ایک راستہ اتنی وسعت نہیں رکھ سکتا کہ تم اس میں سما سکو، نیز ایک ساتھ چلنے سے زمین اور اس کے باشندے تمام ہلاک ہوجاویں گے، اس کے بعد اس نے جبلکہ بن ایہم غسانی کو خلعت دے کر نصرانی عرب، قوم غسان، لخم، جذام اور عاملہ اس کی کمان میں دیئے اور کہا کہ تم ہراول (مقدمۃ الجیش) پر رہو، کیونکہ ہر چیز اپنی جنس سے مغلوب ہوا کرتی ہے اور لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے، پھر پادریوں کو حکم دیا کہ انہیں معمودیہ کے پانی میں نہاؤ، قربانی کرو اور ان پر نماز جنازہ پڑھو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

راشد بن سعید حمیریؒ بیان کرتے ہیں کہ میں فتوحات شام میں شروع سے آخر تک رہا ہوں، مجھے لشکروں کی تعداد معلوم کرنے کا بہت شوق تھا، جس وقت عساکر روم یرموک کے میدان میں ہمارے بالکل قریب پہونچ گئے تو میں نے ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر ان کے نشانات شمار کئے، جن کی تعداد بیس تھی، یرموک کے میدان میں جب رومی پڑاؤ کر چکے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے روماس والئ بصرہ کو ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا، آپ اپنا لباس تبدیل کر کے ایک دن رات ہم سے غائب رہے، جس وقت آپ آئے تو ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس جمع ہوگئے، آپ نے ان سے دریافت کیا، تو انہوں نے کہا ایہا الامیر! ان کے آپس میں تذکرہ تھا کہ ہماری تعداد دس لاکھ ہے، اب میں نہیں جانتا کہ آیا وہ یہ تعداد اس غرض سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے جاسوس ان کی یہ تعداد سن کر ہم سے اتنی بیان کریں اور ہم کثرت تعداد کو سن کر ان سے خائف ہو جائیں، یا واقعی ان کی یہی تعداد ہے، آپ نے فرمایا روماس! تمہیں تو ان کے متعلق اچھی طرح معلومات ہیں، رومیوں کے ہر نشان کے نیچے کتنی فوج ہوا کرتی ہے، انہوں نے کہا کہ ہر نشان کے ماتحت پچاس ہزار لشکر ہوا کرتا ہے، آپ نے فرمایا اللہ اکبر! تم دشمنوں پر فتح مندی کی خوشخبری دیدو اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ“ (اکثر جگہ تھوڑی سی جماعت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بہت بڑی جماعت پر غالب ہوگئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں) واضح ہو کہ پچاس ہزار کے ہر لشکر کو ایک ایک نشان حاصل تھا اور یہ کل بیس نشان تھے جن کا مجموعہ دس لاکھ فوج بنتی ہے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے مشورہ طلب کرنے پر کہ افواج اسلام کو کفار کی فوجوں کے مقابلہ کے لئے کہاں پڑاؤ کرنا چاہئے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اے امیر! آپ اس بات کو یاد رکھیں! اگر آپ یہیں اقامت گزیں رہیں تو آپ خود اپنے دشمنوں کی اپنے مقابلے میں اعانت کریں گے، کیوں کہ یہ جابیہ قیساریہ سے قریب ہے اور قیساریہ میں ہرقل کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار کی جمعیت لئے پڑا ہے نیز باشندگان اردن آپ کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے بھاگ بھاگ کر اسی کے پاس پناہ لے رہے ہیں اور ان کی جمعیت بھی وہاں کافی ہوگئی ہے، اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہاں سے اس طریقہ سے کوچ کیجئے کہ گویا ہم دشمن کا استقبال کررہے ہیں، آپ اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں پڑاؤ کیجئے، وہاں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی کمک اور مدد بھی دارالخلافہ کے قریب ہونے کی وجہ سے پہونچتی رہے گی، آپ دشمن کے مقابلہ میں ایک ایسے وسیع میدان میں بھی ہوں گے کہ جہاں گھوڑوں کو کودا کودا کر ہر طرح دشمن کے روندنے میں آسانی ہوگی۔

افواج کی روانگی میں اردن کے کافروں سے مقابلہ:

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس مشورہ کے بعد فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس لشکر کو جو عراق سے آپ کے ہمراہ آیا تھا، یعنی لشکر زحف جس کی تعداد میں وقت چار ہزار تھی، بلا کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے آپ کو ہدایت کی کہ آپ اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی جمعیت سے پہلے کوچ کرنے کا حکم دیا، آپ کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی تمام جمعیت نے چلنا شروع کیا لشکر کی آوازیں دو دو فرسخ تک پہونچیں اور رومیوں کی جو جماعت اردن میں مقیم تھی، اس نے بھی سنیں، انہیں گمان پیدا ہوا کہ ملک ہرقل کی فوجوں کی خبریں سن کر یہ لوگ حجاز کی طرف بھاگ پڑے ہیں، یہ خیال کر کے انہیں حرص دامن گیر ہوئی اور غارت کے ارادہ سے ان کی طرف چل پڑے۔

چونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہراول دستہ میں تھے اس لئے آپ ہی سے مڈ بھیڑ ہوگئی، آپ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا لوگو! یہ نصرت کی علامت ہے، انہیں لے لو، یہ سنتے ہی تلواریں میان سے تڑپ تڑپ کر نکلنے لگیں، نیزے بلند ہوئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ، ضرار بن ازور، طلحہ بن نوفل عامری، عامر بن طفیل، زاہد بن اسد، زہیر، ابن اکال الدم، ہلال بن مرہ اور ضمرہ بن غانم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور نیز دیگر شہسواران عرب آگے بڑھے اور حملہ کردیا۔ رومیوں میں اب کیا رکھا تھا جو تاب مقابلہ لا سکتے اور کیا تھوبڑہ تھا جو میدان میں جمتے، پشت دے کر بھاگے مسلمانوں نے کام تمام کرنا شروع کردیا، کشتوں کے پشتے لگا دیئے، بہت سے گرفتار کر لئے گئے اور جو بچے ان کا تعاقب کیا گیا حتی کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تعاقب کرتے کرتے دریائے اردن تک بڑھتے چلے گئے، جس میں رومیوں کی بہت سی جماعت ڈوب کر مرگئی۔

اس معرکہ کے بعد آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف لوٹے تا کہ اس میں شامل ہو جائیں، آپ اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں داخل ہو چکے تھے اور آپ نے ایک بہت بڑے ٹیلے پر جس کی اونچائی غیر معمولی تھی، مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کے خیمے نصب کر کے انہیں وہاں حفاظت سے رکھ کر اس کے تمام راستوں پر پہرہ لگا دیا تھا جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر آپ کے پاس آئے تو حضرت ابوعبیدہؓ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ جل جلالہ، تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت کریں، یہ فتح ونصرت کی علامت ہے، خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کرے، یہ کہہ کر آپ نے مسلمانوں کو یرموک کے میدان میں پڑاؤ کرنے کو کہا اور مسلمان لڑائی کے لئے اس طرح مستعد ہوگئے کہ گویا وہ کسی وعدہ کا انتظار کررہے ہیں جہاں انہیں فتح نصیب ہوئی (ماخوذ ھدیٰ ڈائجسٹ دہلی)

آئیے۔ ہم اپنا محاسبہ کریں

(مفتی) نصراللہ کشن گنج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کفر وضلالت اور جہالت وسفاہت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، ظلمت وبربریت کا دور دورہ تھا، حقوق انسانی کا کوئی نام لیوا نہیں تھا، انسانوں اور جانوروں کے درمیان امتیاز ناممکن سا ہو گیا تھا۔ ایسے پرآشوب دور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی کرنوں اور شعاعوں سے چہار دانگ عالم کو منور کیا، انسانوں کو ظلمت اور تاریکی سے نکال کر رشد وہدایت، علم وحکمت، الفت ومحبت، اور امن وسلامتی کی روشنی عطا فرمائی، نور وہدایت، علم وحکمت، صداقت وامانت، تہذیب وتمدن اور امن وامان کا ایسا دل نشیں اور روحانی درس دیا کہ دنیا کی ساری قومیں اسلام کی گرویدہ ہو گئیں اور اسلامی تہذیب وثقافت ساری تہذیبوں پر غالب آ گئی، یہاں تک کہ دنیا کی قومیں مسلمانوں سے تہذیب وثقافت سیکھتیں اور ان سے ترقی اور خوش حالی کی درس حاصل کرتی تھیں۔ غرض مسلمان ہر میدان میں غیر اقوام سے آگے رہے، قیادت عالم کا فریضہ انجام دیتے رہے، اسلام اور انسانیت کی پاسبانی کی، انسانیت کے قافلے کی حق وصداقت اور امانت ودیانت کے ساتھ رہبری کی۔ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات، خدائی احکامات، فطری نظام اور حقوق انسانیت کی ادائیگی کو بڑی خوش اسلوبی سے اس زمین پر نافذ کیا اور انسانوں کو چین اور سکون، امن وامان، خوش حالی اور آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا؛ لیکن رفتہ رفتہ یہ سارے اوصاف وصفات مسلمانوں کی زندگیوں سے یکسر نکلتی چلی گئیں جس کی وجہ سے مسلمان انتہائی ذلت وخواری اور افلاس وناداری میں مبتلا ہو گئے اور اس کی حیثیت سیلاب کے جھاگ اور تنکوں کی طرح کمزور وناتواں، بے وقعت، بے قیمت اور بے وزن ہو گئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ آج غیر اقوام مسلمانوں کو لقمہ بنا کر چبانیکے لئے تیار، ایک دوسرے کو چنے ہوئے دسترخوان پر بیخوف وخطر جمع کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کو ذلیل وخوار کر کے صفحہ ہستی سے مٹانے کی ناپاک کوشش میں لگے ہوئے ہیں جب کہ دنیا میں اکثر ذخائر مسلمانوں کے قبضے میں ہیں اور عسکری طاقت وقوت میں بھی کوئی کمی نہیں ہے، اس کے باوجود غیر اقوام میں یہ ہمت اور جرأت پیدا ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کے شامت اعمال کے نتیجے میں غیروں کے قلوب سے مسلمانوں کا رعب ودبدبہ نکال دیا اور مسلمان دنیا کی محبت کے ایسے اسیر ہو گئے کہ آخرت کی زندگی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی، لمبی زندگی کی امیدوں اور چاہتوں کو مکمل کرنے کی امنگوں نے دل میں موت کا ڈر اور خوف پیدا کر دیا کہ ہر وقت جان ومال کی حفاظت کا تصور سوار رہتا ہے، ہماری اس حالت زار کا نقشہ من وعن حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ: قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں، جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر) ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں؛ بلکہ اس وقت بہت ہو گے؛ لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی طرح (بے وقعت) ہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" ڈال دے گا، ایک کہنے والا نے کہا: اللہ کے رسول وھن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کا ڈر۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم) مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا موجودہ حالات سے چھٹکارا حاصل کر کے سابقہ اسلامی حالت پر قائم ہونا ایک خاص چیز پر موقوف ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کے قلوب "وھن" سے خالی اور غیروں کے قلوب اسلامی اعمال کے رعب سے پُر ہوں۔ حالات بہت نازک ہیں وقت بہت کم ہے اس لیے فوری طور پر اپنے اور عام مسلمانوں کے دلوں کو "وھن" سے پاک کرنے کی کوئی عملی شکل قائم کی جائے اور یہ طے کیا جائے کہ میدانی اعتبار سے ایک ایک حلقہ اور علاقے کو ہدف بنا کر اپنے آپ کو اور وہاں بسنے والے مسلمانوں کو اپنے محبوب مشغلوں اور ٹھکانوں سے نکال کر کچھ دنوں کے لیے ایسے ایمانی واسلامی ماحول اور دینی صحبت (خواہ وہ مساجد ومراکز کا ماحول ہو یا مدارس وخانقاہوں کا) میں قیام کرائیں، جہاں اخلاص کے ساتھ اللہ تعالی کی عظمت ومحبت، خوف وخشیت اور بڑائی اور کبریاء کا خوب تذکرہ کیا جاتا ہو، آخرت کے استحضار کو یقینی بنایا جاتا ہو، عملی طور پر سنتوں کے انوار سے عکس حاصل کیا جاتا ہو، دنیا کی بے ثباتی، بے مروتی اور اس کی ذلت وپستی کو خوب واضح کیا جاتا ہو؛ تا کہ دلوں سے دنیا کی محبت کا نشہ ٹوٹے (جو شراب کے نشہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے) اور قلوب میں اللہ کی محبت وعظمت پیدا ہو جائے، موت کا تذکرہ بھی اتنی ہی کثرت سے کیا جاتا ہو کہ دنیا کی خواہشات ولذات کو انسان بھول جائے، تعجیل توبہ کی توفیق مل جائے، قناعت قلب اور نشاط عبادت کی دولت سے مالا مال ہو جائے، موت کا ڈر اور خوف دل سے نکل جائے اور اللہ کے نام پر جان قربان کرنا آسان ہو جائے۔ اگر اس طرح محنت ہوتی رہی تو چند دنوں کی محنت اور صحبت سے (ان شاء اللہ العزیز) مسلمانوں کے قلوب "وھن" سے پاک وصاف ہو جائیں گے اور نور خداوندی سے منوّر وروشن ہو جائیں گے، جسم کا احکام اسلام سے آراستہ اور مزین ہونا آسان ہو جائے گا، مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: خوب سن لو! تمہارے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹکڑا صحیح ہو جائے، نورانی ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے گا یعنی تمام جسم سے اچھے اچھے اعمال نکلنا شروع ہو جائیں گے، اور اگر خراب ہو گیا تو پورا جسم خراب ہو جائے گا، سنو! اس کا نام دل ہے (مرقاۃ المفاتیح باب الکسب وطلب الحلال) مسلمانوں کی زندگیاں اعمال صالحہ سے آراستہ ہونے کے نتیجے میں غیروں کے درمیان عملی طور پر اسلام کا حقیقی تعارف کرانا آسان ہو جائے گا اور ان کے قلوب بھی اسلام کے رعب ودبدبے سے لرزہ براندام ہو جائیں گے، ان کی ہمت وجرأت خاک میں مل جائے گی (ان شاء اللہ) اللہ رب العزت ہمیں موجودہ حالات سے نکال کر سابقہ اسلامی حالت پر پہنچا دیں گے۔ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہمیں اخلاص کے ساتھ عملی اقدام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اسقاط حمل؛ غیر شرعی عمل

مفتی عبداللہ ممتاز قاسمی سیتامڑھی

ہندوستان میں اسقاط حمل انگریزی دور سے ہی غیر قانونی ہے۔ 1971ء کے اصلاحات میں بعض طبی حالات کے اعتبار سے کسی ایک ڈاکٹر کے مشورے مطابق 12/ ہفتوں تک اور دو ڈاکٹر کے مشورے سے 12 سے 20 ہفتوں تک اسقاط حمل کی اجازت دی گئی تھی۔ 2021ء میں اس مدت میں توسیع کرتے ہوئے شادی شدہ خواتین کے لیے 20 کے بجائے 24 ہفتوں تک اسقاط حمل کی اجازت دی گئی؛ نیز اس میں طبی وجوہات کے علاوہ زنا بالجبر اور نابالغہ جیسے کیسز کو بھی شامل کیا گیا۔ عدالت عظمی کے حالیہ فیصلے نے اس قانون میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے امتیاز کو ختم کر دیا ہے۔ اب کوئی بھی خاتون 24/ ہفتوں تک اسقاط حمل کرا سکتی ہے۔

عدالت عظمی، شخصی آزادی کے نام پر بتدریج ہندوستان میں اسقاط حمل کو فروغ دے رہی ہے۔ ابھی کچھ ہی مہینہ پہلے کی بات ہے جب امریکی عدالت عظمی نے "آزادی" کی تشریح کرتے ہوئے اسے دوسرے (پیٹ میں پلنے والے بچے) کے حق سے متصادم قرار دیا اور اسقاط حمل پر بندش لگانے کے اختیارات ریاستوں کو سونپ دیا، چناں چہ صدر جو بائیڈن کی مخالفت کے باوجود، بیشتر ریاستوں نے اسقاط حمل پر بندش لگا دی ہے۔

آسمانی ہدایت سے محروم، عقل انسانی پر ہی سارا انحصار کرنے کا انجام دیکھیے کہ اس ایک مسئلے کو سلجھاتے سلجھاتے صدیاں بیت گئیں اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس اکیسویں صدی میں بھی اس گتھی کو نہ سلجھا سکے، چند ہی مہینوں کے تفاوت سے اسی جمہوری نظام میں آزادی کا مطلب امریکی عدالت کچھ اور بیان کرتی ہے اور ہندوستانی عدالت کچھ اور۔ پہلے ہی ہندوستان میں مرد وخواتین کے تناسب میں بڑا فاصلہ (گیپ) ہے، 52 فیصد مرد اور صرف 48 فیصد خواتین ہیں، یعنی سو مردوں پر صرف چھیانوے خواتین اور ہزار مردوں پر صرف نو سو ساٹھ خواتین ہیں۔ ہندوستان کے لوگ معاشرتی بندشوں اور ڈھیر سارے مسائل کی بنیاد پر لڑکیوں کے مقابلے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں، اس لیے لڑکیوں کی شناخت کے بعد انھیں رحم مادر میں ہی قتل کر دیا جاتا ہے، 24 ہفتوں یعنی چھ ماہ میں بچے کا سانچہ وڈھانچہ بالکل مکمل ہو جاتا ہے اور وہ ماں کے پیٹ میں چلنے پھرنے لگتا ہے، سات ماہ میں بچے کی پیدائش تو بڑی عام سی بات ہے، میڈیکل رپورٹس کے مطابق کئی کیسز میں بچے چھ ماہ کی مدت میں بھی پیدا ہوئے ہیں اور زندہ وسلامت رہے ہیں، چھ ماہ کے بچے کو آزادی کے نام پر ماں کے پیٹ میں قتل کرنے کا جواز ہندوستان جیسے ملک میں جس کا ہر ایک شعبہ (ڈپارٹمنٹ) کرپشن میں ڈوبا ہوا ہے، انتہائی بے تکا فیصلہ ہے؛ چناں چہ مردوں اور عورتوں کے تناسب میں جو فاصلہ (گیپ) ہے، یہ آئندہ اور بڑھے گا، رشوت دے کر جنسی (لڑکا/لڑکی کی) شناخت حاصل کرنا کون سا مشکل کام ہے؟ اس کے بعد اسقاط حمل کو قانونی جواز تو عدالت نے ہی فراہم کر دیا ہے۔

مذہب اسلام؛ ایک دائمی اور تا قیامت باقی رہنے والا مذہب ہے۔ اسلام نے جہاں عورتوں کے طبی مسائل کا لحاظ کیا ہے، وہیں پیٹ میں پل رہے بچے کے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے؛ چناں چہ سولہ ہفتوں (چار ماہ) تک اگر عورت کو اندیشہ ہو کہ بچے کی پیدائش سے کسی قسم کا مسئلہ ہوگا تو ڈاکٹر کے مشورے سے اسقاط حمل کی اجازت ہے، اس کے بعد بچے کا ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے اور اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، اس لیے اس کے بعد اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہے، میڈیکل سائنس کے مطابق 14 ہفتوں (ساڑھے تین ماہ) تک بچے کی جنسی شناخت نہیں کی جا سکتی، اس کے بعد الٹرا ساؤنڈ کیا جا سکتا ہے؛ لیکن صحیح رپورٹ آنے کی امید کم ہوتی ہے، عام طور سے 19-20 ہفتے (ساڑھے چار ماہ) میں جنسی شناخت کرنا آسان ہوتا ہے۔

آج بھی اگر صدیوں قبل بنائے ہوئے فقہی ضابطے کو قبول کر لیا ئے تو نہ صرف خواتین کی نگہہ داشت اور ان کی صحت یقینی بنانا ممکن ہوگا؛ بلکہ مرد وعورت کے تناسب میں جو فرق (گیپ) پیدا ہو چکا ہے، اسے بھی ختم کیا جا سکتا ہے کہ چار ماہ تک جنسی شناخت ہو ہی نہیں پائے گی اور چار ماہ بعد جب جنسی شناخت کرنا ممکن ہوگا تب اسقاط کی اجازت نہیں ہوگی، اس طرح خواتین اور ان کے پیٹ میں پلنے والے بچے دونوں کی حفاظت ممکن ہوگی اور جنسی گیپ ختم ہو جائے گا۔

ہفتۂ رفتہ

محمد اسعداللہ قاسمی

کالج میں حجاب اتارنے پر طالبات کا ہنگامہ

مظفر پور کے ایک کالج میں حجاب کو لے کر زبردست ہنگامہ ہوا، معاملہ مہنت درشن داس مہیلا کالج (ایم ڈی ایم) کا ہے، کالج کی طالبہ ادیبہ نے بتایا کہ کالج میں سینٹ اپ کا امتحان لیا جارہا تھا، اس دوران کچھ لڑکیاں حجاب پہن کر امتحان دینے آئیں، کلاس روم میں استاد روی بھوشن نے ان سے کہا کہ اگر آپ بلیوٹوتھ لے کر آئے ہیں تو حجاب اتار دیں، لڑکیوں نے کہا کہ آپ لیڈی گارڈ کو بلا کر چیک کرائیں، اگر کوئی قابل اعتراض مواد سامنے آیا تو وہ لوگ بغیر جانچ کے چلے جائیں گے، طالبات کا الزام ہے کہ ٹیچر نے ان کی بات نہیں سنی، کہنے لگے کہ حجاب اتار کر پھینک دو۔ لڑکیوں نے ٹیچر ششی بھوشن پر الزام لگایا کہ انہوں نے طالبات کو ملک دشمن بھی کہا، وہ کہنے لگے کہ تم یہاں رہتے ہو اور وہاں کا گاتے ہو، پاکستان چلے جائیں، اس کی وجہ سے لڑکیاں مشتعل ہوکر ہنگامہ کرنے لگیں اور بغیر امتحان دئے باہر نکل کر گیٹ پر احتجاج شروع کردیا، کالج کی پرنسپل ڈاکٹر کنو پریا نے کہا کہ یہ سب ماحول کو خراب کرنے کی سازش ہے، کالج کی تاریخ بہت پرانی ہے، سبھی انٹرمیڈیٹ کے طالب علم ہیں۔

ڈینگو کے مریضوں کے لئے این ایم سی ایچ الرٹ موڈ میں

ڈینگو کے مریضوں کے مناسب علاج کے لئے نائب وزیراعلی اور وزیر صحت کے ذریعہ نالندہ میڈیکل کالج وہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کے اچانک معائنہ کرنے کے بعد کی گئی کارروائی سے ڈاکٹر اور نرس سے لے کر ہسپتال کے دیگر اہلکار بھی الرٹ موڈ میں آگئے ہیں، غائب رہنے والے اور تاخیر سے ہسپتال پہونچنے والے صحت اہلکار اب مقررہ وقت تک ہسپتال میں موجود رہ رہے ہیں، تقریباً تمام مریض انتظامات سے مطمئن تھے، سپرنٹنڈنٹ نے بتایا کہ این ایم سی ایچ میں ۷۵/بستروں پر مشتمل ڈینگو وارڈ کے ساتھ آٹھ بستر کرونا مریضوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں، ڈینگو کے مریضوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر چوبیس گھنٹے اور سات دن دستیاب ہیں۔

پڑھاتے وقت ہارٹ اٹیک سے ٹیچر کی موت

بیگوسرائے کلیکھری بلاک حلقہ کے چک حمید پنچایت میں ایک کوچنگ سینٹر میں بچوں کو پڑھانے کے دوران ہارٹ اٹیک سے ایک پرائیوٹ ٹیچر کی موت ہوگئی، پنچایت سمیتی کے ممبر نے بتایا کہ ببلو صبح چک حمید گاؤں واقع کوچنگ میں پڑھا رہے تھے، اسی دوران وہ اچانک بیہوش ہوکر گر گئے، بچوں کی اطلاع پر انہیں علاج کے لئے مقامی ہسپتال لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹروں نے انہیں مردہ قرار دیا۔

بلدیاتی انتخاب میں ریزرویشن کو لے کر حکومت بہار نے پھر دائر کی عرضی

حکومت بہار نے پٹنہ ہائی کورٹ میں بلدیاتی انتخاب میں ریزرویشن کو لے کر دوبارہ عرضی دائر کیا ہے، معلومات کے مطابق حکومت بہار کی اس عرضی پر کورٹ اگلے ۹/نومبر کو سماعت کرے گی، واضح ہو کہ پٹنہ ہائی کورٹ کی چیف جسٹس سنجے کرول کی بینچ نے بلدیاتی انتخاب میں ریزرویشن کے معاملہ میں گزشتہ ۴/اکتوبر کو فیصلہ سنایا تھا، جس کے بعد انتخاب رد کرنا پڑا تھا۔

دعاء مغفرت

نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ ضلع سمستی پور کے موضع چروٹنہ صلحہ بزرگ کے باشندہ جناب محمد سہیل اختر بن ماسٹر محمد بدرالدین مرحوم ۱۷/۱۰ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو اچانک رحلت کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۴۷/سال کے قریب تھی، مرحوم نیک دیندار اور تعلیم یافتہ صالح نوجوان تھے، دہلی کے السلام ہوٹل میں منیجر کے عہدہ پر فائز تھے، مرحوم کا مولانا رضوان احمد ندوی معاون ایڈیٹر نقیب سے ننیہالی رشتہ داری تھی وہ رشتہ میں بھانجہ تھے، ان کے انتقال سے مولانا کو دلی صدمہ پہونچا، دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے آمین۔

طب وصحت

ڈپریشن کے وجوہات اور علاج

دنیا بھر میں ذہنی امراض میں سب سے زیادہ پایا جانے والا مرض ڈپریشن اور اینگزائٹی ہے، ان دونوں امراض میں ایک باریک فرق یہ ہے کہ ڈپریشن کا تعلق ماضی سے جُڑی محرومیوں اور تلخیوں سے ہوتا ہے جب کہ اینگزائیٹی میں مستقبل سے جڑے شدید خدشات اور اندیشے انسان کو گھیر کر ذہنی طور پر مفلوج کردیتے ہیں، ان دونوں کی علامات میں بہت حد تک مشابہت بھی ہوتی ہے اور کہیں کہیں کچھ فرق بھی ہوتا ہے، البتہ دونوں صورتوں میں دواؤں اور طریقہ علاج میں بہت زیادہ فرق نہیں۔ یوں تو یہ مرض پوری دنیا میں ہی پھیل رہا ہے، مگر بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں بھی یہ تکلیف دہ ذہنی مرض تیزی سے سرائیت کرتا جارہا ہے۔

اور تو اور اس حوالے سے قابل بھروسہ اعداد وشمار بھی موجود نہیں ہیں، کیوں کہ ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں ذہنی امراض کے حوالے سے بہت زیادہ تعلیم اور شعور موجود نہیں ہے، اس لیے مرض کا شکار شخص اپنی زبان سے اپنی کیفیات کے اظہار سے بھی خوف کھاتا ہے، اگر وہ ہمت کرکے اپنے گھر کے افراد کو اپنی کیفیت کے بارے میں آگاہ کربھی دے تو وہ عام طور پر وہ اس صورتحال کو سمجھ ہی نہیں پاتے اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق غیر منطقی رائے قائم کرلیتے ہیں جس سے ڈپریشن کے شکار مرض کی تکلیف میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

ڈپریشن کا شکار شخص اور اس کے گھر والے اس بات سے گھبراتے ہیں کہ کہیں پاگل یا نفسیاتی مریض ہونے کا لیبل نہ لگ جائے، وہ اس بنیادی حقیقت کو نظرانداز کردیتے ہیں کہ انسان کی صرف جسمانی صحت ہی اہمیت نہیں رکھتی بلکہ ذہنی صحت بھی اتنی یا میرے ذاتی خیال میں اس سے زیادہ اہم ہے، جب اس مرض کی شدت بڑھ جانے سے جسمانی علامات ظاہر ہونا شروع ہوجائیں یا روزمرہ کی زندگی متاثر ہونے ہونے لگے تو زیادہ سے زیادہ فیملی ڈاکٹر، نیورولوجسٹ یا غیر متعلقہ ڈاکٹرز سے معائنہ کرادیا جاتا ہے۔ یہ ڈاکٹرز طبی علامات کو سامنے رکھتے ہوئے میڈیکل ٹیسٹ کروالیتے ہیں مگر یہ بات بالکل واضح رکھے کہ ڈپریشن یا اینگزائیٹی کی تشخیص کے لیے آج تک کوئی میڈیکل ٹیسٹ دریافت نہیں ہوا۔ اس مرض کی تشخیص صرف کیفیات کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

ڈپریشن کیا ہے؟:

ڈپریشن انگریزی کے لفظ depress سے نکلی ہے جس کے لغوی معنیٰ ''اداسی'' کے ہیں۔ وقتی طور پر اداس ہوجانا، مایوس ہوجانا یا طبیعت میں بے زاری محسوس کرنا مکمل طور پر ایک فطری عمل ہے۔ ہر نارمل انسان ان کیفیات سے گزرتا رہتا ہے۔ یہ وہ تغیرات ہیں جو انسانی زندگی کا خاصہ ہیں۔ یہ قطعی طور پر ڈپریشن کا مرض نہیں ہے۔

ڈپریشن کے مرض کی بات کی جائے تو سادہ ترین الفاظ میں ڈپریشن ایک ایسے مرض کا نام ہے جس کا شکار شخص قطعی طور پر اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے۔ وہ اس بات پر قائل ہوجاتا ہے کہ زندگی میں اس کے لیے کوئی امید نہیں بچی اور اب آنے والے وقت میں کچھ بھی اچھا یا خوش گوار ہونا ممکن نہیں، ڈپریشن کا مرض زیادہ تر کن لوگوں کو لاحق ہوتا ہے؟ مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں یہ بات اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے عمومی طور پر یہ مرض ان لوگوں کا لاحق ہوتا ہے جو ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ حساس بھی ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو معاملات کو سطحی طور پر نہیں دیکھتے؛ بلکہ ہر حقیقت کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتے ہیں، ایک زاویے سے تو یہ بڑی خوبی ہے؛ لیکن کچھ لوگ جینیاتی طور پر غیر معمولی طور پر حساس ہوتے ہیں۔

ایک عام مقولہ ہے کہ حقیقت تلخ ہوتی ہے۔ یہ افراد تلخی کو اپنے اندر اتارتے چلے جاتے ہیں اور بتدریج زندگی کی ناخوش گوار حقائق کا سامنا کرنے کے بجائے مایوسی کی دلدل میں اتر جاتے ہیں۔ اس کے برعکس تیز طرار، چالاک اور لاابالی افراد کا ان امراض کے شکار ہونے کا امکان کم ہوتا ہے۔

ڈپریشن کی عمومی علامات:

ان تمام سرگرمیوں سے لاتعلق ہوجانا جن کو سرانجام دے کر لطف محسوس ہوتا تھا، عام لوگوں، رشتہ داروں، محلّہ داروں، دفتر میں کام کرنے والوں اور حتی کہ گھر کے افراد کا سامنا کرنے سے کترانا۔ تمام ذاتی اور سماجی تعلقات کو ختم کرلینا۔ مرض کی شدت میں اپنے آپ کو ایک کمرے تک محدود کرلینا۔ نیند اور بھوک کا معمول سے بڑھ جانا یا کم ہوجانا۔ اپنی ذاتی صفائی اور پاکیزگی سے غافل ہوجانا۔ بغیر کسی وجہ کے دل کی دھڑکن کا بے ترتیب ہوجانا۔ خوداعتمادی کا ختم ہوجانا۔ سوچوں کا بے ترتیب ہوجانا۔ ضروری باتوں کو یاد رکھنے اور فوکس کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوجانا۔ مرض کی طوالت اور شدت کی صورت میں خودکشی کے خیالات کا آنا۔ ڈپریشن پیدا ہونے کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ان میں سے کچھ سماجی ہیں اور کچھ انفرادی۔

انفرادی وجوہات:

زندگی میں کسی مقصد کا نہ ہونا۔ مشترکہ خاندان میں رہتے ہوئے رشتوں میں آپس کی تلخیاں۔ سگے رشتوں میں قطع تعلق ہونا۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی بروقت شادی نہ ہو پانا۔ ازدواجی تعلق میں ایک دوسرے کی ضروریات کو سمجھ بغیر مجبوری میں سمجھوتے کی زندگی گزارنا۔ جنسی خواہشات اور ضروریات کی بروقت تکمیل نہ ہو پانا۔ حالات کے جبر کے تحت اپنے رجحانات اور ترجیحات کے مطابق زندگی نہ گزار پانا۔

اجتماعی وجوہات:

ملک کی معاشی اور سیاسی بدحالی۔ دولت اور طاقت کا راج۔ جزا وسزا کے نظام کا نہ ہونا۔ فضول اور بے بنیاد معاشرتی رسوم ورواج۔ میڈیا پر مستقل منفی اور مایوس کن خبروں کی نشر واشاعت۔ بڑھتے جرائم اور لاقانونیت۔ معاشرے میں موجود متضاد روش اور قدروں پر چلنے کا دباؤ، یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ڈپریشن کا بڑا سبب معاشی مشکلات کا ہونا ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ معاشی مسئلہ یقیناً بہت اہم ہوسکتا ہے لیکن ڈپریشن اور اینگزائیٹی کا مرض غریب امیر، کالا گورا، مرد عورت، رنگ نسل کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ اسی لیے یہ پہلو پیش نظر رہے کہ نشے اور سکون آور ادویات کا زیادہ تر استعمال پوش علاقوں میں ہوتا ہے۔ وہ گھسے پٹے مشورے جن سے ڈپریشن کا شکار مرض شخص چڑھ اور اذیت محسوس کرتا ہے۔ ان سے گریز کریں۔ منفی سوچنا چھوڑ دیں۔۔۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ یہ سب دین سے دوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ فوراً نماز اور وظائف شروع کردیں۔ باہر نکلا کریں۔ دوستوں میں آیا جایا کریں۔ آپ خود ہی اس کیفیت سے نکلنا نہیں چاہتے۔ ورزش اور واک کیا کریں۔ وقت پر سویا اور جاگا کریں۔

علاج کیا ہے؟

ڈپریشن اور اینگزائٹی دونوں کے علاج کے دو بنیادی اجزاء ہیں اور دونوں کی اپنی اپنی بہت اہمیت ہے۔ پہلا دوائیں اور دوسرا نئے سرے سے ذہنی تربیت۔ یہ دونوں چیزیں پہلو بہ پہلو چلتی ہیں۔ اس کے لیے اسے ایک مددگار کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مدد ایک سائیکالوجسٹ مہیا کرتا ہے جس کی تعلیم اور تربیت ہی اسی کام کے لیے ہوتی ہے۔ ایک لائف کوچ، موٹیویشنل اسپیکر اور سمجھدار، ہمدرد اور مثبت سوچ کا حامل دوست بھی مددگار ثابت ہوسکتا ہے، اس کام میں کافی وقت اور توانائی صرف ہوتی ہے اور فوری نتائج نہیں ملتے۔ بہت سے لوگ اس طریقہ علاج سے بہت جلد دل برداشتہ ہوکر ترک کردیتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے جب تک مریض اپنی قوت ارادی اور مستقل مزاجی کو بروئے کار لاکر مرحلہ وار منفی سوچوں سے آزاد نہیں ہوتا تب تک اس کا ایک خوش گوار زندگی کی طرف واپس آنا مشکل ہوتا ہے۔ آپ ایک ڈپریشن یا اینگزائیٹی کے مریض کی کیا مدد کرسکتے ہیں؟ اگر آپ کے کسی عزیز کو ڈپریشن کا مرض لاحق ہے تو وہ بلاشبہ آپ کی محبت اور توجہ کا مستحق ہے۔ اس کو آپ کی مدد کی اشد ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے وہ آپ سے کسی مدد کا تقاضہ نہ کرے؛ لیکن وہ جس حالت میں ہے، اس کے لیے یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت اس صورتحال سے نکل سکے۔ جب آپ اس سے بات کریں گے تو ممکن ہے اس کی بہت سی باتیں اور بیان کی گئی کیفیات آپ کے لیے نئی ہونے کی وجہ سے حیران کن بھی ہوں لیکن اس پر حیرت یا پریشانی کا اظہار بالکل مناسب نہیں، ڈپریشن میں مبتلا فرد کو صرف ہم دردی اور اس احساس کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا اس کی بات کو ٹھیک طرح سے سمجھ رہا ہے اور وہ اس کا مذاق نہیں اڑا رہا۔

Volume:61/71,Issue:40 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

عجیب لوگ ہیں کیا خوب منصفی کی ہے
ہمارے قتل کو کہتے ہیں خودکشی کی ہے
(حفیظ میرٹھی)

ملک وبیرون ملک میں حجاب پرسیاست

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

آج دنیا کے زیادہ تر حصوں میں حجاب نے ایک مسئلے کی شکل اختیار کرلی ہے۔ برطانیہ،فرانس،امریکہ،نیوزی لینڈ،ایران،افغانستان اور ہندوستان میں حجاب سے متعلق واقعات اخباروں کی سرخیاں بن رہے ہیں۔ایران میں رقص کرتی ہوئی،نعرے لگاتی ہوئی،سر سے حجاب اتار کر سڑکوں پر جلاتی ہوئی خواتین اور لڑکیوں کا غیر معمولی منظر سب نے دیکھا۔دوسری طرف ہندوستان میں لڑکیاں اسکول کے باہر حجاب پہنے ہوئے احتجاج کرتی ہوئی کلاس کے باہر بیٹھی ہوئی داخلہ کا انتظار کررہی تھیں۔یہ نظارہ بھی غیر معمولی تھا۔غیر ملکی خبررساں ادارے اے-ایف-پی کے مطابق مہسا اینی ایران کی ایک خاتون کو پولیس نے حجاب نہ پہننے کے سبب گرفتار کرلیا تھا جس کی پولیس حراست میں موت ہوگئی۔ اس سلسلے میں دوطرح کے انکشافات سامنے آئے ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ مہسا اینی کی موت پولیس حراست میں دل کا دورہ پڑنے سے ہوئی۔ دوسری خبر یہ ہے کہ اس کی موت پولیس کے تشدد سے ہوئی۔ بہر حال سچ جو بھی ہو اس واقعہ سے پورے ملک میں احتجاج ومظاہرے کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے اور حکومت بے رحمی سے اس تحریک کو کچل رہی ہے۔ یہاں تک کہ حقوق انسانی تنظیموں نے بھی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ہندوستان میں کرناٹک کے ایک اسکول کا وہ واقعہ سبھی کو یاد ہے جب حجاب پہنے ہوئے ایک طالبہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اسکول احاطہ میں داخل ہورہی ہے اور اس کے سامنے ہندتوا تنظیم سے تعلق رکھنے والے بھگوادھاری طلباء غصہ کی حالت میں کھڑے اس کو دیکھ رہے تھے۔ پتہ چلا کہ ایک طرف حجاب کے حق میں احتجاج ہورہا ہے تو دوسری طرف حجاب کے خلاف مظاہرہ ہورہا ہے۔ سوشل میڈیا کے مبصرین نے دونوں کے تضاد کو محسوس کیا۔

ایران میں حجاب کو اتارنے کی حمایت میں مظاہرہ ہورہا ہے اور ہندوستان میں حجاب پہننے کیلئے احتجاج ہورہا ہے۔علمی نظریہ سے ان دونوں چیزوں میں کوئی خاص تضاد نہیں ہے۔ دونوں ممالک میں بنیادی نکتہ ایک خاتون کا منتخب کرنے کا اختیار ہے۔یعنی کسی خاتون کو حجاب پہننے یا نہ پہننے کی پوری آزادی ہونی چاہیے۔منتخب کرنے کی آزادی جمہوریت کی جان ہے۔اس میں کوئی جنسی تفریق بھی نہیں ہونی چاہیے۔اگر کوئی خاتون حجاب پہننے میں اپنی بھلائی سمجھتی ہے تو وہ پہنے۔اگر کوئی لڑکی حجاب نہ پہننے میں آرام محسوس کرتی ہے تو وہ نہ پہنے۔ہاں اس بات کا دھیان رکھنا چاہیے کہ وہ ایسا لباس نہ پہنے جس سے جسم کی نمائش ہو کیونکہ اس سے مردوں کے جذبات بھڑکتے ہیں۔اب وہ مرد جو شریف ہیں،معاشرہ میں ایک حیثیت رکھتے ہیں،مہذب ہیں وہ تو اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھتے ہیں لیکن وہ افراد جو جاہل اور مجرمانہ ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں وہ زنا اور قتل کی وارداتیں کر بیٹھتے ہیں اور اخباروں کی سرخیاں بنتے ہیں۔حجاب معاملات میں حکومت کو دخل نہیں دینا چاہیے۔دراصل حجاب کا تعلق ایک مذہب اور ایک نظام فکر سے ہے۔

ایسے وقت میں جب کوئی مذہب اکثریت کی طاقت کا خطرہ جھیل رہا ہو، ہندوستان کے بیس پچیس کروڑ مسلمان جو متعدد شعبوں میں مثلاً تعلیم، صحت، ملازمتوں وغیرہ میں بیحد پسماندہ ہیں، ان کی خواتین کیلئے حجاب ثقافتی شناخت کی علامت ہے۔ دراصل آرایس ایس چیف بھاگوت کی امام کونسل کے چیئرمین سے ملاقات اور اُن کا مدرسے کا دورہ مسلمانوں کی 'مین اسٹریم سے' علاحدگی کو ختم کرنے کی ایک کوشش ہے لیکن یہ عمل اتنا آسان نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں کتنا اعتماد پیدا کرسکتے ہیں۔ جب تک وہ مسلمانوں کو اعتماد میں نہیں لیں گے تب تک اس طرح کی مشق سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسے سیاسی چال کے سوا کچھ نہیں سمجھا جائے گا اور مسلمان اعتماد میں تبھی آئیں گے جب آرایس ایس اپنے بنیادی نظریہ میں تبدیلی لائے جو کہ ناممکن ہے۔

حجاب سے متعلق کرناٹک ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں کہا تھا کہ حجاب اسلامی نظریے سے لازمی نہیں ہے۔ لہٰذا اسکولوں میں یونیفارم کے ساتھ حجاب پہننے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ابھی پتہ نہیں کہ کرناٹک ہائی کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کرنے والی درخواستوں پر عدالتِ عظمیٰ کے دوججوں میں اختلاف رائے ہو گیا، ایک نے حجاب کو مذہب اسلام کا شعار قرار دیا تو دوسرے نے اس کے خلاف، اب معاملہ بڑی بینچ کے سپرد ہوگیا ہے؛ لیکن ایک بات واضح ہے کہ تعلیم کا حق اور لڑکیوں کو یونیفارم سمیت حجاب پہننے کی اجازت دینے کے بیچ انتخاب کرنا کوئی مشکل عمل نہیں ہے، کیا جو لڑکیاں حجاب پہننا چاہتی ہیں ان کی دلچسپی تعلیم حاصل کرنے میں نہیں ہے؟ بالکل ہے۔ میں ان لڑکیوں کو جانتا ہوں جنہوں نے حجاب پہن کر تعلیم کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے اور اپنے خاندان کا نام روشن کیا ہے، تعلیم کا حق اور حجاب پہننے یا نہ پہننے کا حق دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، دونوں کا نفاذ ممکن ہے، مطالبہ حجاب پہننے یا نہ پہننے کا ہے، برقعہ پہن کر گھر بیٹھنے کا نہیں ہے، موٹے طور پر لڑکیوں کو اظہار خیال، تنہائی اور خودمختاری کے بنیادی حقوق ملنے چاہئیں، ہندوستان یا ایران میں بہت سے لوگ جو اس خودمختاری کی مخالفت کررہے ہیں، حکومت بے مثال احتجاجی کی تحریک کو کچل رہی ہے، مستند ذرائع کے مطابق اب تک قریب 76 افراد مارے جاچکے ہیں۔

ہندوستان میں بھگوا شال اوڑھے ہوئے مرد حجاب پہنے ہوئے عورتوں اور لڑکیوں کا مذاق اڑاتے ہیں، یہ بھی ایک سرقبیلی ریاست ہے جو اس بات کی توثیق کرتی ہے کہ اس کے پاس بنا حجاب کے یونیفارم کو تھوپنے کا اختیار ہے بھلے ہی اس قدم سے مسلم لڑکیوں کو کلاس روم میں داخل ہونے کے حق سے محروم کردیا جائے، ایک تعلیمی ادارے کا کام جامع ہونا چاہیے جس میں سبھی کی شمولیت ہو۔ سبھی کیلئے، جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے دروازے کھلے ہونے چاہئیں۔ بند نہیں ہونے چاہئیں۔

"ایران میں حجاب کو اتارنے کی حمایت میں مظاہرہ ہورہاہے اورہندوستان میں حجاب پہننے کیلئے احتجاج ہورہاہے۔ علمی نظریہ سے ان دونوں چیزوں میں کوئی خاص تضاد نہیں ہے۔ دونوں ممالک میں بنیادی نکتہ ایک خاتون کا منتخب کرنے کا اختیار ہے۔ یعنی کسی خاتون کو حجاب پہننے یا نہ پہننے کی پوری آزادی ہونی چاہیے۔ منتخب کرنے کی آزادی جمہوریت کی جان ہے۔ اس میں کوئی جنسی تفریق بھی نہیں ہونی چاہیے"

اعلان داخلہ

امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے ماتحت چلنے والے مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ پھلواری شریف، پٹنہ میں بی ایم ایل ٹی (بیچلر آف میڈیکل لیبوریٹری ٹیکنالوجی) اور بی پی ٹی (بیچلر آف فیزیوتھیراپی) کورس میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ وطالبات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مذکورہ دونوں کورسز میں داخلہ کے لیے داخلہ امتحان (Entrance Test) مورخہ 02 نومبر 2022 کو صبح 10:00 بجے سے دوپہر 1:00 بجے تک ہوگا۔ داخلہ امتحان میں شرکت کے لیے فارم بھرنے کا عمل جاری ہے۔ جن طلبہ وطالبات نے اب تک فارم نہیں بھرا ہے وہ جلد از جلد انسٹی ٹیوٹ کے کاؤنٹر سے فارم حاصل کرکے فارم بھر کر جمع کردیں اور مذکورہ تاریخ میں داخلہ ٹیسٹ میں شریک ہوں۔ ایڈمٹ کارڈ مورخہ 01 نومبر 2022 سے ملے گا۔ داخلہ امتحان میں شرکت کے لیے اپنا آدھار کارڈ ضرور ساتھ لائیں۔ مزید معلومات کے لیے انسٹی ٹیوٹ کے موبائل نمبر 9905354331,9631529759 ,7091445303 پر رابطہ کریں۔

سہیل احمد ندوی
سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

نقیب کے خریداروں سے گذارش

☆ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ہفت روزہ ترجمان اخبار ہر سموار کو طبع ہوکر پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور سموار ومنگل دودنوں کے اندر ڈاک کے حوالہ کردیا جاتا ہے، یہ تین چار دنوں میں خریداروں تک پہونچ جاتا ہے، اگر یہ اخبار آپ تک پابندی سے نہیں پہونچتا یا ڈاکیہ ٹال مٹول کرتا ہو تو آپ اس کی اطلاع مندرجہ ذیل نمبر پر فون کرکے دفتر کو دیں تاکہ متعلقہ افسران سے رابطہ کرکے اسے آپ تک پہونچانے کی حتمی صورت نکالی جاسکے۔

☆ اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)